ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
8
www.tanzeem.org
3 تا 9 جمادی الثانی 1439ھ/ 20 تا 26 فروری 2018ء

قرآن ایک آئینہ

﴿لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ o﴾ (الانبیاء:10)

''ہم نے تمہاری طرف ایک ایسی کتاب نازل کی ہے، جس میں تمہارا اپنا ذکر موجود ہے، تو تم غور کیوں نہیں کرتے؟''

یہ آیت ہمیں بتاتی ہے کہ قرآن ایک صاف، شفاف، سچا، وفادار اور دیانت دار ''آئینہ'' ہے، جس میں ہر شخص اپنے خدوخال دیکھ سکتا ہے، معاشرہ میں اپنا مقام پہچان سکتا ہے اور اللہ کے نزدیک یہ اپنا مرتبہ معلوم کر سکتا ہے، کیونکہ قرآن انسانوں کے اخلاق وصفات بیان کرتا ہے اور اس میں انسانیت کے اعلیٰ اور ادنیٰ ہر طرح کے نمونہ کی تصویریں موجود ہیں۔

''فِيْهِ ذِكْرُكُمْ''، یعنی اس کتاب میں تمہارا اپنا بیان ہے، تمہارے حالات واوصاف مذکور ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے اسلاف قرآن کو ایک زندہ، بولنے والی اور زندگی سے لبریز کتاب تصور کرتے تھے۔ ان کے نزدیک قرآن کوئی تاریخی اور آثار قدیمہ کی چیز نہیں تھی، جو صرف ماضی اور اگلے وقتوں کے لوگوں سے بحث کرتی ہو اور جس کا لوگوں سے بدلتی ہوئی انسانی زندگی اور انسانیت کے ان بے شمار ولامحدود نمونوں سے، جو ہر زمان ومکان میں موجود رہتے ہیں کوئی تعلق نہ ہو۔

ہمارے اسلاف اپنے اخلاق واوصاف اور اپنے اندرون کو بخوبی جانتے تھے۔ ہر چیز ان کے سامنے روشن اور عیاں تھی۔ وہ اسی قرآن سے رہنمائی حاصل کرتے تھے، اسی کتاب روشن میں اپنا چہرہ ڈھونڈتے اور اپنے اخلاق واطوار کی سچی اور صحیح تصویر تلاش کرتے تھے اور بہت آسانی سے خود کو اس کتاب میں پا جاتے تھے اور پہچان لیتے تھے۔ اگر ذکر خیر ہوتا تو اللہ کا شکر ادا کرتے اور کچھ اور ہوتا تو استغفار کرتے اور اپنی اصلاح کی کوشش کرتے تھے۔

سید ابوالحسن علی ندویؒ

اس شمارے میں

امریکہ افغانستان میں

سیدھی راہ کی تلاش!

مطالعہ کلام اقبال (59)

مغربی جمہوریت اور پاکستانی جمہوریت میں بنیادی فرق

قبل اس کے کہ تمہارا حساب ہو!

تعصب ایک ناسور

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

الھدیٰ (792)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فرعون کو دعوت

سُورَۃُ طٰہٰ | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 47 تا 50

فَاۡتِیٰهُ فَقُوۡلَاۤ اِنَّا رَسُوۡلَا رَبِّكَ فَاَرۡسِلۡ مَعَنَا بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ ۙ وَ لَا تُعَذِّبۡهُمۡ ؕ قَدۡ جِئۡنٰكَ بِاٰیَةٍ مِّنۡ رَّبِّكَ ؕ وَ السَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الۡهُدٰی ﴿۴۷﴾ اِنَّا قَدۡ اُوۡحِیَ اِلَیۡنَاۤ اَنَّ الۡعَذَابَ عَلٰی مَنۡ كَذَّبَ وَ تَوَلّٰی ﴿۴۸﴾ قَالَ فَمَنۡ رَّبُّكُمَا یٰمُوۡسٰی ﴿۴۹﴾ قَالَ رَبُّنَا الَّذِیۡۤ اَعۡطٰی كُلَّ شَیۡءٍ خَلۡقَهٗ ثُمَّ هَدٰی ﴿۵۰﴾

آیت ۴۷ ﴿فَاۡتِیٰهُ فَقُوۡلَاۤ اِنَّا رَسُوۡلَا رَبِّكَ فَاَرۡسِلۡ مَعَنَا بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ ۙ وَ لَا تُعَذِّبۡهُمۡ ؕ﴾ ’’پس تم دونوں جاؤ اُس (فرعون) کے پاس اور اس سے کہو کہ بلاشبہ ہم دونوں رسول ہیں تیرے رب کی جانب سے‘ پس ہمارے ساتھ بھیج دے بنی اسرائیل کو اور انہیں عذاب میں مبتلا مت رکھ۔‘‘

﴿قَدۡ جِئۡنٰكَ بِاٰیَةٍ مِّنۡ رَّبِّكَ ؕ وَ السَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الۡهُدٰی ﴿۴۷﴾﴾ ’’یقیناً ہم آئے ہیں ایک نشانی لے کر تیرے رب کی طرف سے۔ اور سلامتی اُن پر ہے جو ہدایت کا اتباع کریں۔‘‘

آیت ۴۸ ﴿اِنَّا قَدۡ اُوۡحِیَ اِلَیۡنَاۤ اَنَّ الۡعَذَابَ عَلٰی مَنۡ كَذَّبَ وَ تَوَلّٰی ﴿۴۸﴾﴾ ’’ہماری طرف یہ وحی کی جاچکی ہے کہ اُس پر عذاب آئے گا جس نے جھٹلایا اور منہ پھیرلیا۔‘‘

چنانچہ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون (علیہما السلام) نے فرعون کے دربار میں پہنچ کر اللہ کا پیغام پوری تفصیل کے ساتھ اُس تک پہنچادیا۔

آیت ۴۹ ﴿قَالَ فَمَنۡ رَّبُّكُمَا یٰمُوۡسٰی ﴿۴۹﴾﴾ ’’فرعون نے کہا کہ اے موسیٰ! تم دونوں کا رب ہے کون؟‘‘

ہم تو کسی ایسے ربّ سے واقف نہیں ہیں جس کے بارے میں تم دونوں بات کر رہے ہو۔ تمہارا ربّ ہے کون؟

آیت ۵۰ ﴿قَالَ رَبُّنَا الَّذِیۡۤ اَعۡطٰی كُلَّ شَیۡءٍ خَلۡقَهٗ ثُمَّ هَدٰی ﴿۵۰﴾﴾ ’’موسیٰؑ نے کہا کہ ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر شے کو اس کی خلقت عطا کی‘ پھر ہدایت دی۔‘‘

مثلاً اس نے بکری کو جبلی ہدایت دی ہے کہ اس کی غذا گوشت نہیں ہے‘ گھاس وغیرہ ہے اور شیر کو جبلی ہدایت دی ہے کہ اس کی غذا گھاس نہیں‘ گوشت ہے‘ اسی طرح ہر چیز کو جبلی طور پر اس نے مخصوص عادات واطوار اور خصوصیات کا پابند کردیا ہے۔

فرمان نبویؐ

دعوت الی اللہ کا اجر وثواب

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ ؓ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((مَنۡ دَعَا اِلٰی ھُدًی کَانَ لَهٗ مِنَ الۡاَجۡرِ مِثۡلُ اُجُوۡرِ مَنۡ تَبِعَهٗ لَا یَنۡقُصُ ذٰلِكَ مِنۡ اُجُوۡرِھِمۡ شَیۡئًا وَمَنۡ دَعَا اِلٰی ضَلَالَةٍ کَانَ عَلَیۡهِ مِنَ الۡاِثۡمِ مِثۡلُ اٰثَامِ مَنۡ تَبِعَهٗ لَا یَنۡقُصُ ذٰلِكَ مِنۡ اٰثَامِھِمۡ شَیۡئًا)) (رواہ مسلم)

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جو شخص (لوگوں کو) ہدایت کی طرف دعوت دے (اور وہ اس کی دعوت کو قبول کر کے صحیح راستہ پر چل پڑیں) تو اسے اس کے پیروکاروں کے ثواب کی مانند اجر ملے گا بغیر اس کے کہ ان کے ثواب میں کوئی کمی کی جائے۔ اور جو شخص (لوگوں کو) گمراہی کی طرف دعوت دے تو اسے اپنے پیروکاروں کے گناہوں کی مانند بوجھ برداشت کرنا پڑے گا بغیر اس کے کہ ان کے گناہوں میں کوئی کمی کی جائے۔‘‘

تشریح: بے شک اللہ کی طرف دعوت دینے والے کا اللہ کے ہاں بہت بڑا مرتبہ ہے۔ داعیٔ حق کی کوششوں سے جو لوگ بھی راہِ حق پر چل پڑیں داعی حق کو بھی ان کے برابر ثواب ہوگا۔ جو شخص کفر، گمراہی یا اللہ کی نافرمانی کی دعوت دے اور خلقِ خدا کو راہِ راست سے برگشتہ کرنے کی کوشش کرے تو اسے اپنی غلط کاری کی سزا تو ملے گی ہی لیکن اس کے علاوہ اسے ان سب غلط کاروں کی مجموعی سزا بھی بھگتنی پڑے گی۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر اُستوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
3 تا 9 جمادی الثانی 1439ھ جلد 27
20 تا 26 فروری 2018ء شمارہ 08
مدیر مسئول حافظ عاکف سعید
مدیر ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون فرید اللہ مروت
نگرانِ طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، لاہور-54000
فون: 36366638
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 12 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا---------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org
"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امریکہ افغانستان میں

امریکہ سترہ سال پہلے افغانستان میں داخل ہوا تھا۔ امریکہ کا افغانستان پر قبضے کا اوّلین اور فوری مقصد تو یہ تھا کہ ایک اُبھرتی ہوئی اسلامی فلاحی ریاست کو تباہ و برباد کر دیا جائے۔ اس لیے کہ بصورت دیگر وہ نہ صرف دوسرے مسلمان ممالک کے لیے ایک مثالی اور قابل تقلید ریاست بن جائے گی بلکہ غیر اسلامی ممالک بھی کم از کم نظام اور اُس کے ثمرات کے حوالہ سے متاثر ہو جائیں گے۔ جس سے اُس سرمایہ دارانہ نظام کو خطرہ لاحق ہوسکتا ہے جس کو یہودی ذہن نے قائم اور مستحکم کرنے کے لیے عالمی سطح پر سازشوں کا جال بچھایا تھا۔ ہماری رائے میں جنگ عظیم اوّل اور دوم بھی اِن ہی سازشوں کا نتیجہ تھیں اور سوویت یونین کی ٹوٹ پھوٹ بھی ان ہی سازشوں کا ثمرہ تھی۔ اگر افغان طالبان کو اتنا وقت اور موقع مل جاتا کہ وہ افغانستان میں کوئی حقیقی اسلامی فلاحی ریاست قائم کرنے میں مکمل طور پر کامیاب ہو جاتے جس سے اسلام کے عادلانہ نظام کے فوائد ظاہر ہو جاتے تو سرمایہ دارانہ نظام کا مستقبل غیر یقینی بلکہ مخدوش ہو جاتا۔ حقیقت یہ ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام بدترین استحصالی نظام ہے جو انسانوں کی عظیم اکثریت کو فرد اور ریاست دونوں سطحوں پر ایک امیر کبیر طاقتور گروہ کا غلام بنا دیتا ہے۔ انیسویں صدی کے وسط سے لے کر آج تک دنیا میں جو کچھ ہوا ہے اُس کا مقصد کسی نہ کسی طرح دنیا پر اس ظالم نظام کا شکنجہ کس دینا تھا۔ 2001ء میں افغانستان پر قبضہ کر کے امریکہ سرمایہ دارانہ نظام کو لاحق ہونے والے خطرہ کو نہ صرف ٹال دینے میں کامیاب ہوگیا بلکہ افغان طالبان جو اسلامی ریاست قائم کرنے کی کوشش کر رہے تھے، اُنہیں زبردست مخالفانہ پراپیگنڈہ کے ذریعے دہشت گرد ثابت کرنے میں اور اسلامی نظام کے وحشیانہ نظام ہونے کا غلط تاثر دینے میں کامیاب ہوگیا۔ گویا ایک دنیا نے امریکہ کے بیانیے کو قبول کرلیا۔

ہمیں اس حقیقت کا اعتراف کرنا پڑے گا کہ امریکہ اسلامی نظام کا راستہ روک کر سرمایہ دارانہ نظام کو وقتی طور پر بچانے میں کامیاب ہوگیا۔ لیکن چونکہ امریکہ کا افغانستان میں آنا صرف اس ایک مقصد کے لیے نہ تھا بلکہ یہ کثیر المقاصد تھا۔ امریکہ چاہتا تھا کہ افغانستان میں ایک ایسی کٹھ پتلی حکومت قائم کی جائے جو مسلسل امریکی ایجنڈے کو آگے بڑھائے۔ افغانستان پر اُس کا مکمل کنٹرول ہوتا کہ امریکہ سوویت یونین سے الگ ہونے والی اُن وسطی ایشیا کی ریاستوں تک رسائی حاصل کر سکے جہاں تیل کے ذخائر عرب ممالک سے بھی زیادہ ہیں۔ وہ روس اور ایران پر آسانی سے نظر رکھ سکے۔ وہ چین کا محاصرہ کر سکے۔ وہ پاکستان کی بغل میں بیٹھ کر پاکستان کو اپنا ایٹمی پروگرام رول بیک کرنے پر مجبور کر سکے اور اگر پاکستان یہ مطالبہ تسلیم نہ کرے تو قریب آ جانے کی وجہ سے پاکستان کے ایٹمی اثاثہ جات کو نشانہ بنا سکے۔

حقیقت یہ ہے کہ افغان طالبان امریکہ کے خلاف کھلی جنگ میں اپنی حکومت کو نہ بچا سکے اور یہ دنیا اور انسانیت کی بدقسمتی تھی کہ اسلام کے عادلانہ نظام کی برکات کھل کر دنیا کے سامنے نہ آ سکیں، لیکن افغان طالبان نے شکست تسلیم نہ کی۔ اُنہوں نے جنگ کا میدان بدل لیا اور کھلی جنگ کی بجائے گوریلا جنگ شروع کی۔ وہ اس جنگ میں کس حد تک کامیاب ہوئے اس کا اندازہ اس سے کیا جانا چاہیے کہ آج اُن کے بدترین دشمن بھی تسلیم کر رہے ہیں کہ نصف افغانستان پر طالبان کا قبضہ ہے اور مزید بیس فیصد حصہ پر اُن کا اثر ورسوخ ہے گویا افغانستان کی کٹھ پتلی حکومت کی رٹ صرف تیس فیصد افغانستان پر ہے۔ اس حوالے سے صورت حال یہ ہے کہ امریکہ ذہنی طور پر افغان طالبان کے ہاتھوں اپنی شکست کو قبول کر چکا ہے۔ گویا افغان طالبان نے امریکہ کے بڑھتے ہوئے قدموں کو روک دیا ہے۔ امریکہ نے اس حقیقت کو قبول کر لیا ہے کہ وہ افغان طالبان کو شکست نہیں دے سکتا لہٰذا اُس نے سٹرٹیجی تبدیل کر لی ہے۔ اُس نے خود کو افغانستان کے چند بڑے شہروں تک محدود کر لیا ہے۔ وہ افغان طالبان سے زمینی جنگ سے گریز کر رہا ہے۔ ضرورت پڑنے پر صرف فضائی حملے کرتا ہے اور اُس نے اپنی توجہ دوسری ترجیحات کی طرف کر دی ہے۔ وہ افغانستان میں ہر قیمت پر موجود رہنا چاہتا ہے تاکہ چین اور روس افغانستان میں اپنا اثر ورسوخ نہ بڑھا سکیں۔ وہ جانتا ہے چین افغانستان میں اپنے اثر ورسوخ کے لیے وہی کچھ کرے گا جو اُس نے افریقہ میں کیا ہے یعنی ایسی تجارتی سرگرمیاں جو وہاں کی حکومت اور مقامی لوگوں میں خوشحالی لائیں جس سے اُس کی بہت پذیرائی ہوتی ہے یعنی لوگوں کے دلوں کو جنگ سے نہیں تجارت اور محبت سے جیتا جائے۔

مختصراً یہ کہ امریکہ نے اب افغانستان میں اپنے لیے یہ رول طے کیا ہے کہ وہ افغان طالبان کے خلاف مزاحمتی جنگ لڑے گا۔ وہ افغان طالبان کو بڑے شہروں پر قبضہ نہیں کرنے دے گا۔ اُس کی دلچسپی اب نہ افغانستان میں ترقیاتی کاموں میں ہے، نہ جمہوریت کے قیام میں ہے بلکہ وہ صرف وہاں اپنی موجودگی چاہتا ہے۔ وہ پاکستان کو اپنے نقطہ نظر سے راہِ راست پر لائے گا۔ اگر پاکستان میں تبدیلی اُس کی خواہش کے مطابق آ جائے گی تو چین کا محاصرہ کرنا آسان ہو جائے گا۔ ایران کو گھورتا رہے گا۔ وہ روس اور چین میں قریبی تعلقات قائم ہونے کے راستے میں حائل ہوتا رہے گا۔

لہٰذا اب اُس کی اوّلین ترجیح پاکستان سے نمٹنا ہے اس لیے کہ صحیح یا غلط وہ افغان طالبان کے ہاتھوں اپنی شکست کا ذمہ دار پاکستان کو سمجھتا ہے۔ پھر یہ کہ پاکستان کی ایٹمی صلاحیت اسرائیل کی سلامتی کے لیے شدید خطرہ ہے۔ علاوہ ازیں ویت نام کی جنگ سے لے کر اب تک امریکی طرزِ عمل بھی یہ رہا ہے کہ اگر کسی جگہ حملہ آور ہو کر وہ مقاصد کے حصول میں ناکام رہے تو اُس ملک کے ہمسائے کو تباہی و بربادی سے دوچار کرتا ہے۔ اسی لیے پاکستان کی ہر قسم کی امداد بند کر دی گئی ہے۔ پاکستان کی کئی جماعتوں اور تنظیموں کو دہشت گرد قرار دے چکا ہے۔ کاری ضرب یہ لگائی ہے کہ پاکستان کو واچ لسٹ میں شامل کیا جا رہا ہے۔ پیرس میں عالمی طاقتیں اکٹھی ہو رہی ہیں جن میں امریکہ، فرانس اور برطانیہ شامل ہیں۔ وہ یہ موقف اپنا رہے ہیں کہ پاکستان بین الاقوامی سطح پر فنانشل ٹیررازم کا مرتکب ہو رہا ہے۔ پاکستان پر بین الاقوامی اقتصادی پابندیاں لگانے پر بڑی سنجیدگی سے غور ہو رہا ہے۔ پاکستان پہلے ہی حکمرانوں کی کرپشن اور شاہ خرچیوں سے دیوالیہ ہونے کے قریب ہے۔ یہ صورت حال انتہائی تشویشناک ہے۔

افسوس صد افسوس کے پاکستان کی حکومت ہو یا اپوزیشن دونوں ملک کی سلامتی اور دفاع کے حوالے سے بے حسی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ وہ پہلے ایک دوسرے کے خلاف گالی گلوچ میں مصروف تھے۔ اب جہالت سے بھرپور اس لڑائی میں وہ اداروں کو بھی گھسیٹ لائے ہیں۔ جس ملک میں ٹاپ کے سیاسی لیڈر عدالتِ عظمیٰ کے بارے میں انتہائی سخت اور قابلِ اعتراض گفتگو کریں اور ججز حضرات اُنہیں ترکی بہ ترکی جواب دیں، سیکیورٹی ادارے سیاست دانوں کا تعاقب کریں اور سیاست دان سیکیورٹی اداروں پر زبان درازی کریں وہاں ملک کی بقا اور سلامتی کا کون سوچے گا؟ معلوم ہوتا ہے یہاں پر ہر کوئی صرف اپنی ذات کے حوالے سے سوچتا ہے اور کسی کو ملک وقوم کی رتی بھر پرواہ نہیں۔ آج وقت ہے کہ ذوالفقار علی بھٹو کے وہ الفاظ دہرائے جائیں جو اُنہوں نے ایٹم بم بنانے کے آغاز میں کہے تھے یعنی ''ہم گھاس کھالیں گے، لیکن ایٹم بم ضرور بنائیں گے۔'' ہماری سیاسی وعسکری قیادت کھل کر کہے کہ ہم گھاس کھالیں گے، لیکن نہ صرف افغانستان کے حوالے سے امریکہ کی کوئی مدد نہیں کریں گے بلکہ پہلی غلطیوں کی بھی تلافی کریں گے اور نہ ہی اپنی ایٹمی صلاحیت میں کسی قسم کی کمی کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ثابت قدم رہنے کی توفیق دے۔ آمین یا رب العالمین! ☆

سیدھی راہ کی تلاش! (قسط2)

(سورۃ الفاتحہ کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 9 فروری 2018ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

محترم قارئین! گزشتہ جمعہ سے ہم نے سورۃ الفاتحہ کا مطالعہ شروع کیا تھا۔ چونکہ تذکیر بالقرآن جمعہ کا بنیادی موضوع ہے اور تذکیر کے لحاظ سے سورۃ الفاتحہ ایک انتہائی اہم سورت ہے۔ اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ اس کا زیادہ سے زیادہ غور وفکر کے ساتھ مطالعہ کیا جائے۔ کیونکہ دین کا جو بنیادی فلسفہ ہے اس کو سمجھنے کے لیے سورۃ الفاتحہ کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔ اس سورۂ مبارکہ کی صرف سات آیات ہیں جو بہت مختصر ہیں لیکن یہ انتہائی عظمت والی سورت ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا کہ:

﴿وَلَقَدْ اٰتَیْنٰکَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ ﴿۸۷﴾﴾ ''اور ہم نے آپؐ کو دی ہیں سات بار بار پڑھی جانے والی آیات اور عظمت والا قرآن۔'' (الحجر:87)

یعنی سورۃ الفاتحہ قرآن کا حصہ تو ہے ہی لیکن خود اپنی جگہ بھی ایک مکمل اور عظیم قرآن ہے۔ اس آیت کے حوالے سے تمام مفسرین کا اجماع ہے کہ اس سے مراد سورۃ الفاتحہ ہے۔ یہ منفرد اس اعتبار سے بھی ہے کہ یہ نماز کی ہر رکعت کا حصہ ہے اور یہ مقام قرآن مجید کی کسی اور سورت کو حاصل نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اس کو یہ فضیلت بھی حاصل ہے کہ اس سے پہلے قرآن کی جو آیات نازل ہوئیں وہ سب کسی نہ کسی سورت کا حصہ ہیں لیکن سورۃ الفاتحہ پہلی مکمل سورت ہے جو پوری کی پوری ایک وقت میں نازل ہوئی۔ پہلی وحی میں سورۃ العلق کی پہلی پانچ آیات نازل ہوئیں، دوسری وحی میں سورۃ القلم کی سات آیات، تیسری وحی میں سورۃ المزمل کی سات آیات، چوتھی وحی میں سورۃ المدثر کی سات آیات نازل ہوئیں۔ اس کے بعد پانچویں وحی میں سورۃ الفاتحہ نازل ہوئی جو کہ مکمل سورت ہے۔ اس سے پہلے کوئی مکمل سورت نازل نہیں ہوئی۔ اس سورت کو احادیث میں اُمّ القرآن بھی کہا گیا ہے، اساس القرآن بھی، الکافیہ بھی اور الشافیہ بھی کہا گیا ہے۔ لیکن معروف ترین نام الفاتحہ ہے۔ الفاتحہ فتح سے ہے جس کا مطلب ہے کھولنا۔ لہٰذا الفاتحہ سے مُراد افتتاحی سورت ہے اور یہ بنیادی طور پر ایک دعا ہے، اسی لیے اس کے آخر میں آمین کہا جاتا ہے۔ یہ دعا اصل میں ایک سلیم الفطرت انسان کے دل کی پکار ہے اور اس کا جواب سارا قرآن ہے۔

مرتب: ابو ابراہیم

اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر کچھ ایسی صلاحیتیں رکھی ہیں جن کے ذریعے انسان اللہ کو پہچانتا ہے۔ اگر اللہ پر ایمان لانا ہر انسان پر لازم ہے تو اس کی کوئی بنیاد تو ہونی چاہیے۔ ہم سے اللہ نے اپنی بندگی کا تقاضا کیا ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾﴾ ''اور میں نے نہیں پیدا کیا جنوں اور انسانوں کو مگر صرف اس لیے کہ وہ میری بندگی کریں۔'' (ذاریات:56)

براہ راست کسی پر وحی نہیں آئی ہاں نبی اور رسول آتے رہے ہیں لیکن اب وہ سلسلہ بند ہو چکا ہے۔ لہٰذا ہمارے اندر کوئی تو ایسی بنیاد ہونی چاہیے کہ جس کی بنیاد پر ہمیں معلوم ہو کہ ہمارا محاسبہ ہونا ہے۔ چنانچہ اللہ نے انسان کے اندر کچھ ایسی چیزیں رکھی ہیں کہ اگر وہ سلیم الفطرت ہوگا تو وہ لازماً کچھ حقائق تک پہنچ جائے گا۔ یہ الگ بات ہے کہ آج کی دنیا میں انسان کو کہا جارہا ہے کہ ان معاملات کو چھوڑ دو۔ فکر یہ کرو کہ تم نے زیادہ سے زیادہ دنیا میں کیسے کامیابی حاصل کرنی ہے۔ تم اپنی زندگی کو انجوائے فل بناؤ، باقی اس قسم کی بحثیں پرانی ہوچکیں۔ اس وقت دنیا اپنی مادیت کے اعتبار سے جس عروج پر ہے وہ یہی ہے کہ eat, drink and be merry لیکن یہ حقیقت ہے کہ اس دنیا سے بالآخر جانا تو ہے۔ لہٰذا جو انسان غور وفکر کرتا ہے اُسے تو نتائج تک پہنچنے کے لیے اپنے اندر ہی سے بعض گواہیاں مل جاتی ہیں۔ ان میں ایک تو خود اس کی فطرت ہے جس میں اللہ کی معرفت کا دیا روشن ہے۔ اگرچہ دنیا کی لذتوں میں کھو جانے کی وجہ سے اس دیے پر کچھ راکھ آجاتی ہے لیکن اندر چنگاری بہرحال موجود رہتی ہے اور جونہی کوئی بندہ اپنی اصل منزل کے لیے غور وفکر کرتا ہے تو یہ دیا روشن ہوجاتا ہے۔ اس کا ذکر بڑے اہتمام سے قرآن میں آیا:

''اور یاد کرو جب نکالا آپؐ کے رب نے تمام بنی آدم کی پیٹھوں سے ان کی نسل کو اور ان کو گواہ بنایا خود ان کے اوپر (اور سوال کیا) کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں! ہم اس پر گواہ ہیں۔ مبادا تم یہ کہو قیامت کے دن کہ ہم تو اس سے غافل تھے۔'' (الاعراف:172)

اسی سے پھر یہ بات واضح ہوتی ہے کہ انسان کے اندر ایک spiritual dimension موجود ہے۔

ہے ذوقِ تجلی بھی اسی خاک میں پنہاں
غافل! تو نرا صاحبِ ادراک نہیں ہے

حیوانات میں یہ صلاحیت نہیں ہے۔ یہ صرف انسان میں ہے اور اسی کی وجہ سے انسان کے اندر نیکی اور بدی کی تمیز

موجود ہے۔یوں کہنا چاہیے کہ اندر ایک میزان نصب ہے کہ یہ تم نے ٹھیک کیا، یہ غلط کیا۔کسی کو دھوکہ دے کر بہت سارے پیسے تو بٹور لیے لیکن اندر سے ضمیر کچوکے لگا رہا ہے کہ یہ تم نے غلط کیا۔ یہ ہے وہ چیز جو انسان کو حیوان سے ممیز کررہی ہے۔اسی لیے سلیم الفطرت انسان اپنے غور وفکر کے نتیجے میں اللہ تک پہنچ چکے ہوتے ہیں۔اس کے بعد انہیں تفصیلی راہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ لہٰذا وہ اپنے رب سے دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! تو جو تمام جہانوں کا مالک ہے، تو ہی ہمیں کوئی سیدھا راستہ دکھا۔چنانچہ سورۃ الفاتحہ میں اللہ تعالیٰ نے اسی دعا کو حقیقی طور پر ہر انسان کی دعا بنا دیا ہے اور اسی لیے اسے ہر نماز کی ہر رکعت کا لازمی جزو بھی بنادیا ہے۔

((لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ))

''اس شخص کی کوئی نماز نہیں جس نے سورۃ الفاتحہ نہیں پڑھی''(بخاری ومسلم)

سورۃ الفاتحہ اصل میں ایک دعا ہے اور اس کے جواب میں یہ پورا قرآن ہے جو انسان کو سیدھا راستہ دکھا رہا ہے لیکن ایک حدیث قدسی میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ جب ایک انسان سورۃ الفاتحہ پڑھ رہا ہوتا ہے تو ہر آیت کے جواب میں خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا جواب آرہا ہوتا ہے:

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان دو برابر حصوں میں تقسیم کر دیا ہے (اس کا نصف حصہ میرے لیے اور نصف حصہ میرے بندے کے لیے ہے) اور میرے بندے کو وہ عطا کیا گیا جو اُس نے طلب کیا۔ جب بندہ کہتا ہے: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ'' تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری حمد کی (میرا شکر ادا کیا)۔ جب بندہ کہتا ہے: ''الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری ثناء کی۔ جب بندہ کہتا ہے: ''مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ'' تو اللہ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری بزرگی اور بڑائی بیان کی'' جب بندہ کہتا ہے: ''اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ'' تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ حصہ میرے اور میرے بندے کے مابین مشترک ہے اور میں نے اپنے بندے کو بخشا جو اُس نے مانگا۔'' ''جب بندہ کہتا ہے: ''اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ'' تو اللہ فرماتا ہے کہ یہ حصہ (کل کا کل) میرے بندے کے لیے ہے اور میرے بندے نے جو کچھ مجھ سے طلب کیا وہ میں نے اُسے بخشا۔''(مسلم)

صراط مستقیم سے مراد سیدھا راستہ ہے۔ایسا راستہ جو بالکل سیدھا ہو، اس میں کوئی ابہام نہ ہو، جو سیدھا منزل مقصود تک پہنچا دے۔ ایسا راستہ ہر انسان کی اولین ضرورت ہے۔اس لیے کہ دنیا دارالامتحان ہے۔اللہ نے یہاں ہمیں بھیجا ہی آزمائش کے لیے ہے اور یہی وہ حقیقت ہے جس سے انسان غافل ہو جاتا ہے۔ دنیا کی چمک دمک کی وجہ سے انسان کی آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں، وہ آخرت کو بھول جاتا ہے اور دنیا پرستی میں مگن ہو جاتا ہے۔ دنیا کے فائدے اور دنیا کی سہولتیں اس کا مقصد بن جاتی ہیں حالانکہ اصل مقصود تو آخرت کی دائمی زندگی کے فوائد ہونے چاہییں۔ یہ دنیا میں انسان کا سب سے بڑا مسئلہ ہے اور ہمیں اس مسئلے کا احساس نہیں ہے۔لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس بات کا اہتمام کر دیا ہے کہ انسان دن میں بیسیوں مرتبہ یہی دعا مانگے کہ اے رب! ہمیں وہ سیدھا راستہ دکھا دے جو ہمیں ہماری اصل منزل مقصود تک پہنچا دے۔اُن لوگوں کا راستہ جن سے تو راضی اور خوش ہے۔کیونکہ ہر انسان کا اصل مسئلہ یہی ہے کہ رب اُس سے راضی ہو جائے۔اب اگر یہاں یہ دیکھا جائے کہ اللہ کے انعام یافتہ لوگ کون ہیں؟ تو اس کی تفصیل سورۃ النساء میں کچھ اس طرح آئی ہے کہ:

پریس ریلیز 16 فروری 2018ء

سعودی عرب کو ماڈریٹ اور روشن خیال ریاست بنانے کی کوشش امت مسلمہ کے لیے لمحہ فکریہ ہے

پاکستان امریکہ کو صاف جواب دیں کہ نہ تو وہ افغانستان میں اس کی کوئی مدد کریں گے اور نہ ہی ایٹمی صلاحیت میں کمی کریں گے

حافظ عاکف سعید

سعودی عرب کو ماڈریٹ اور روشن خیال ریاست بنانے کی کوشش امت مسلمہ کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔اُنہوں نے اس بات پر اظہار افسوس کیا کہ وہاں سینما کھولنے کی اجازت دی گئی ہے اور عورت کے لیے عبایہ اوڑھنا غیر ضروری قرار دیا گیا ہے۔ یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ ویلنٹائن ڈے منانے میں کوئی حرج نہیں۔

امریکہ نے پاکستان کو واچ لسٹ میں شامل کرنے کی دھمکی دی ہے۔ پیرس میں عالمی قوتوں کا ایک اجلاس منعقد ہو رہا ہے جس میں پاکستان کو فنانشل ٹیررازم کا مرتکب قرار دینے جانے پر غور ہوگا۔ امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ درحقیقت امریکہ افغانستان میں پاکستان کی مدد چاہتا ہے۔اُنہوں نے کہا کہ پہلے یہ غلطی مشرف نے کی تھی جس کا خمیازہ ہم آج تک بھگت رہے ہیں۔ایسی غلطی خدانخواستہ اگر پھر دہرائی گی تو اس بار پاکستان کا اپنے وجود کو برقرار رکھنا بھی مشکل ہو جائے گا۔ پاکستانی حکومت کو چاہیے کہ صاف اعلان کرے کہ وہ ہر قسم کی پابندیاں جھیل لیں گے، گھاس کھالیں گے، لیکن امریکہ کی افغانستان میں کوئی مدد نہیں کریں گے۔اور نہ ہی ایٹمی صلاحیت میں کوئی کمی کریں گے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی)

﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ﴾ ''اور جو کوئی اطاعت کرے گا اللہ کی اور رسولؐ کی تو یہ وہ لوگ ہوں گے جنہیں معیت حاصل ہوگی اُن کی جن پر اللہ کا انعام ہوا'' ﴿مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ﴾ ''یعنی انبیاء کرام صدیقین، شہداء اور صالحین۔'' ﴿وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿٦٩﴾﴾ ''اور کیا ہی اچھے ہیں یہ لوگ رفاقت کے لیے۔'' (آیت: 69)

اللہ کے انعام یافتہ لوگ چار قسم کے ہیں۔ ان میں سب سے پہلے انبیاء کرام ہیں۔ پہلا انسان خود نبی تھا اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ ہر قوم کی طرف نبی اور رسول بھیجتا رہا ہے۔ یہاں تک کہ محمد رسول اللہ ﷺ پر آ کر یہ سلسلہ منقطع ہو گیا۔ اس لیے کہ اب ہدایت کی تکمیل ہو چکی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کی حفاظت کا خود ذمہ لے لیا اور آخری نبی حضرت محمد ﷺ نے پورے نظام زندگی پر مشتمل ایک نظام قائم کر کے دکھا دیا۔ خود حضور ﷺ کامل اسوہ ہیں۔ پھر آپؐ کے بعد آپؐ کے صحابہؓ رول ماڈل ہیں۔ جیسے قرآن نے کہا: ﴿اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ﴿٧﴾﴾ ''یہی لوگ ہیں جو صحیح راستے پر ہیں۔'' (الحجرات)

چنانچہ اب یہ حقیقت ساری دنیا کو معلوم ہے کہ اب کسی اور نبی کی بعثت نہیں ہوگی بلکہ قرآن ہی قائم مقام ہے اور اسی امت کو ذمہ داری دی گئی ہے کہ پوری نوع انسانی تک اللہ کے پیغام کو پہنچائے۔ یہ الگ بات ہے کہ اُمت اس بات کو بالکل بھولی ہوئی ہے۔ بڑا المیہ یہ ہے کہ آج سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ خود اُمت تک قرآن کا پیغام پہنچایا جائے۔ علامہ اقبال نے ابلیس کی مجلس شوریٰ میں ابلیس کی زبان سے کہلوایا تھا کہ:

چشمِ عالم سے رہے پوشیدہ یہ آئیں تو خوب
یہ غنیمت ہے کہ خود مومن ہے محروم یقیں!

ابلیس کو ہمہ وقت یہ تشویش لاحق ہے کہ اسلام کا عادلانہ نظام اگر دنیا میں کہیں بھی آ گیا تو پھر اس کے لیے کوئی گنجائش نہیں ہوگی۔ لیکن ساتھ ہی اس کو یہ تسلی بھی ہے کہ مومن خود اس وقت یقین سے محروم ہے۔ وہ خود دنیا پرست ہو گیا ہے۔ لہٰذا اب کوئی پریشانی کی ضرورت نہیں ہے۔ ورنہ اسلامی نظام کی صورت آج دنیا کو دکھا دی جائے تو اس کی برکات کو دیکھ کر کروڑوں لوگ مسلمان ہو جائیں گے۔ اسی لیے دنیا میں کہیں بھی اگر اسلام کا نظام قائم ہوتا بھی ہے تو پوری دنیا کی طاغوتی طاقتیں اُسے ختم کرنے کے لیے اکٹھی ہو جاتی ہیں۔ جیسا کہ افغانستان میں جب اسلامی نظام قائم ہوا اور اس کی برکات سامنے آنے لگیں تو ساری دجالی قوتیں اکٹھی ہو کر اُسے ختم کرنے کے لیے آ گئیں۔

بہرحال انعام یافتہ لوگوں میں انبیاء کے بعد صدیقین ہیں، ان کے بعد شہداء اور پھر صالحین ہیں۔ ان کا اختیار کیا ہوا راستہ ہی صراط مستقیم ہے اور اس حوالے سے کامل ترین نمونہ آخری رسول حضرت محمد ﷺ ہیں۔

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ ''(اے مسلمانو!) تمہارے لیے اللہ کے رسولؐ میں ایک بہترین نمونہ ہے۔'' (الاحزاب: 21)

قرآن کی جو تعلیمات ہیں ان کے مطابق ایک انسان کو کیسا ہونا چاہیے، اس کے لیے رول ماڈل آپ ﷺ ہیں۔ لہٰذا جو کوئی بھی اللہ کی رضا اور خوشنودی چاہتا ہے تو اسے آپ ﷺ کی اتباع کرنی چاہیے۔

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ﴾ ''(اے نبی ﷺ!) کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو'' ﴿يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾ ''اللہ تم سے محبت کرے گا'' (آل عمران: 31)

آپ ﷺ کا بتایا ہوا راستہ ہی سیدھا راستہ ہے لیکن آج ہمارے ہاں مسلمانوں میں بھی ایک طبقہ ایسا ہے جو اتباع رسولؐ کے بغیر ہی اللہ کو خوش کرنا چاہتا ہے یعنی وہ رسول اللہ ﷺ کے اس مقام کو تسلیم کرنے کے لیے تیار ہی نہیں۔ حالانکہ قرآن کی تشریح بھی احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں ہوتی ہے لیکن یہ طبقہ حدیث کا انکار کرتے ہوئے قرآن سے اپنے مطلب کے معنی نکالنے کی کوشش کرتا ہے۔

خود بدلتے نہیں، قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق!

چونکہ احادیث ان کی من پسند زندگی گزارنے کے راستے میں رکاوٹ بنتی ہیں اس لیے وہ احادیث کا سرے سے ہی انکار کر رہے ہیں۔ جبکہ قرآن کا عملی نمونہ آپ ﷺ سے ہیں۔ آپؐ کی اطاعت کرنا اللہ کی اطاعت کرنا ہے۔ اسی لیے یہاں بھی یہی دعا سکھائی گئی ہے کہ اے اللہ! ہمیں ان لوگوں کے راستے پر چلا جن پر تیرا انعام ہوا۔ یعنی جو حقیقی معنوں میں کامیاب ہیں اور جن سے تو راضی ہے۔

چنانچہ سورۃ الفاتحہ کا آخری حصہ دعا ہے: ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ حدیث کے مطابق جب بندہ یہاں تک پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''یہ حصہ (کل کا کل) میرے بندے کے لیے ہے اور میرے بندے نے جو کچھ مجھ سے طلب کیا وہ میں نے اُسے بخشا۔''

اس حدیث کی رو سے سورۃ الفاتحہ کی پہلی تین آیات خالصتاً اللہ کے لیے ہیں۔ جن میں بندہ اللہ کی ربوبیت اور صفات کا اقرار کرتا ہے۔ اس کے بعد چوتھی آیت ایک عہد ہے، قول و قرار ہے اور آخری تین آیات بندے کے لیے ہیں جو دعا ہیں اور اس دعا میں ہم اللہ سے راہنمائی اور ہدایت مانگتے ہیں۔ چنانچہ اگر ہم ہر نماز میں سورۃ الفاتحہ کو اس کے اصل مفہوم کو مدنظر رکھتے ہوئے پڑھیں گے تو ان شاء اللہ ہمارے لیے صراط مستقیم پر چلنا بہت آسان ہو جائے گا۔ یہ سورت اللہ کی طرف سے بہت بڑی نعمت اور عظیم تحفہ ہے۔ لیکن یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہماری اس طرف کوئی توجہ ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صراط مستقیم کی راہنمائی بھی عطا فرمائے اور اس پر چلنے کی توفیق بھی عطا فرمائے۔ آمین!

دعائے صحت کی اپیل

☆ حلقہ لاہور غربی کی تنظیم اقبال ٹاؤن کے مبتدی رفیق جاوید اقبال حسن سخت علیل ہیں

اللہ تعالیٰ بیمار کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء و احباب سے بھی دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰهُمَّ اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں مقیم فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 30 سال، تعلیم ایم بی اے (بینکنگ فنانس) ابوظہبی میں ملازمت، ذات اعوان کے لیے صرف لاہور سے پڑھی لکھی لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں

برائے رابطہ: 042-37282642

☆ ملتان میں رہائش پذیر شیخ فیملی کے 44 سالہ برسرروزگار میکینیکل انجینئر کو عقد ثانی کے لیے (پہلی فوت، تین بچے) دینی مزاج اور حجاب کی پابند، 34 سال تک، بیوہ، مطلقہ، بانجھ، لیٹ میرج بغیر بچوں کے خاتون کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0300-4004389

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

دراسرارِ شریعت 8

39 اے کہ می نازی بہ قرآنِ عظیم	تا کجا در حجرہ می باشی مقیم

اے مسلمان! تو جو قرآن عظیم پر فخر کرتا ہے   تو کب تک اپنے حجرے اور گردوپیش میں مست اور مگن رہے گا

40 در جہاں اسرارِ دیں را فاش کن	نکتۂ شرعِ مبیں را فاش کن

اپنے حجرے سے باہر نکلو اور دنیا میں دین محمد ﷺ کے اسرار (کائنات میں انسان کے مقام) کو فاش کردو اور شرعِ مبین کے نکتہ کو ہر چہار سو بیان کردو

41 کس نہ گردد در جہاں محتاجِ کس	نکتہ شرعِ مُبیں این است و بس

(شریعت میں عدل کا تقاضا یہ ہے کہ) دنیا میں کوئی انسان کسی کا محتاج نہ رہے   (حضرت محمد ﷺ کی لائی ہوئی اس) شرعِ مبین کا خلاصہ اور نکتہ صرف یہی بات ہے

42 مکتب و مُلا سُخنہا ساختند	مومناں ایں نکتہ را نشناختند

ہمارے علمی مراکز اور مکتب و علماء شریعت کے بارے بتاتے ہیں مگر یہ نکتہ (معاشی 'عدل') نہیں بتاتے   اسی وجہ سے آج مسلمان شریعت محمدی ﷺ کی جان ـــــ اس نکتہ کو سمجھ نہیں رہے

43 زندہ قومے بود از تاویل مُرد	آتش او در ضمیر او فسُرد

(مسلمان) ایک زندہ قوم تھی جو (حالات کے جبر میں) تاویلوں سے مردہ ہوگئی ہے   اس کے ضمیر کے اندر شریعت کے اسرار جاننے اور عام کرنے کا جذبہ آگ بجھ گئی ہے

39۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نام لیوا مسلمان عوام اور مسلمان رہنماؤ! تم کب تک مغرب کی غلامی کرو گے اور فکر معاش سے آزاد اپنے حجروں میں بیٹھے مراقبے میں مصروف رہو گے، اٹھو! جاگو! جس قرآن کو تم مانتے ہو وہ تمہیں ان حالات میں اپنے دینی فرائض ادا کرنے کی طرف پکار رہا ہے تمہیں قرآن مجید پر فخر تو ہے اور اس کی عظمت کا احساس بھی ہے مگر اس قرآن کو لے کر حجروں سے نکل کر اس کو عام کرنا بھی ہمارا ہی کام ہے۔

40۔ اٹھو! آج دنیا پیاسی ہے سرمایہ داری نظام اور سوشلزم کے کڑوے پھل کھا کر اس کی حالت خراب ہے اور کسی اچھے مستقبل اور اچھی زندگی سے مایوس ہے۔ قرآن مجید کی تعلیمات کو عام کرو اور دین کے رموز و برکات کو واشگاف بیان کرو۔ دنیاوی زندگی کے عیش و عشرت کے مقابلے میں آخرت اور رضائے الٰہی کے حصول کی جدوجہد پر لوگوں کو آمادہ کرو۔ اسلام کے معاشی، سماجی اور سیاسی اصول لوگوں تک پہنچاؤ اسی پر عمل پیرا ہو کر انسانیت فلاحِ دارین حاصل کر سکتی ہے۔

41۔ آسمانی ہدایت یعنی قرآن مجید کی تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے کہ ایسا نظام ہو جس میں حکمران درویش صفت ہوں اور کوئی انسان کسی دوسرے انسان کا غلام اور محتاج نہ ہو۔ اسلام کے عدلِ اجتماعی کے نظام کی برکات خلافت راشدہ میں ظاہر ہوئی تھیں جب کسی صاحبِ نصاب کو مستحق زکوٰۃ تلاش کرنا دشوار ہو گیا تھا۔ آج دنیا کو ایسے ہی عادلانہ نظام کی ضرورت ہے تاکہ ہر انسان معاشی طور پر مطمئن ہو کر آخرت کے اعلیٰ مقامات کے حصول کے لیے جدوجہد کر سکے اور اللہ کی بندگی کی زندگی گزار سکے۔ احکامِ شریعت کا کل حاصل یہی ہے۔

42۔ ہمارے علماء و دینی ادارے شرعی و فقہی احکام بتاتے ہیں مگر معاشی عدل اور سماجی احکام نہیں بتاتے نہ ہی سیاسی سطح پر اسلام کے اصولوں پر مبنی تعلیمات کا درس دیتے ہیں۔ اس وجہ سے آج کا مسلمان شریعت کے ان اساسی نکات سے نابلد بھی، بے بہرہ بھی اور نتیجتاً درماندہ و خوار بھی ہے۔ دین کے احکام کے شعور سے اس میں احساسِ فخر پیدا ہو سکتا ہے مگر وہ اس احساسِ فخر سے محروم ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ: "نَحْنُ قَوْمٌ اَعَزَّنَا اللّٰہُ بِالْاِسْلَامِ" (اللہ نے ہمیں اسلام کی وجہ سے دنیاوی عزت دی ہے) یہ بات آج کا مسلمان اسی وجہ سے نہیں کہہ سکتا۔

43۔ قرآن ایک زندہ کتاب ہے اس پر عمل پیرا ہو کر مسلمان بھی کبھی زندہ قوم تھے مگر حالات کے جبر اور بے عملی کی وجہ سے مسلمان 'مردہ قوم' ہو گئے ان کا تعلق اسلام سے کمزور پڑ گیا۔ اس کے باطن میں شریعت کے اسرار جاننے، رضائے الٰہی کے حصول کے لیے اسلام کے غلبے اور خلافت راشدہ کے نظام کے جاری کرنے کی آرزو کی آگ بھی سرد پڑ گئی ہے۔ اس لیے آج کا مسلمان مغرب کے نظریات میں اُلجھ گیا ہے اور ان کا غلام بن گیا ہے۔

قرآن مجید کی عظمت کے بارے میں علامہ اقبالؒ کے احساسات

خوار از مہجوریٔ قرآں شدی
شکوہ سنج گردشِ دوراں شدی
اے چوں شبنم بر زمیں افتندہ
در بغل داری کتابِ زندہ

اے مسلمان تم قرآن مجید کے عمومی فہم اور تعلیم و تعلّم سے بے بہرہ ہو کر خوار ہوا اور تم حالات کا شکوہ کر رہے ہو۔ تم تو شبنم کی طرح اوپر سے گرے ہو (جسے لوگ پاؤں میں مسل رہے ہیں) تمہارے پاس ایک زندہ کتاب قرآن کریم موجود ہے اسے کھولو اور پڑھو اور عام کرو۔

ہمارے سیاستدان راگ تو مغربی جمہوریت کا الاپتے ہیں مگر ووٹ لینے کے بعد سمجھتے ہیں کہ وہ جمہوریت کے چیمپئن بن گئے ہیں لہٰذا اب جو چاہیں کریں انہیں کوئی نہیں پوچھ سکتا: ایوب بیگ مرزا

اسلام ہمیں راہنمائی دیتا ہے کہ تم اپنے معاملات باہمی مشورے سے طے کرو اور امانتیں اہل لوگوں کے سپرد کرو۔ ہمیں انہی اصولوں پر ایک نظام بنانا ہوگا: ڈاکٹر غلام مرتضیٰ

مغربی جمہوریت اور پاکستانی جمہوریت میں بنیادی فرق کے موضوع پر

حالاتِ حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: آصف حمید

سوال: جمہوریت اصل میں ہے کیا اور پاکستان میں جمہوریت کا کیا مطلب لیا جاتا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: جمہوریت کا تصور بہت پرانا ہے۔ افلاطون نے اپنی کتاب republican میں اس کا تصور دیا تھا، لیکن یہ عملی طور پر 1788ء میں انقلاب فرانس کے بعد سامنے آئی۔ اس کے بعد یورپ میں بادشاہت ختم ہوئی اور جمہوریت آئی۔ البتہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ انقلاب فرانس سے پہلے بھی برطانیہ میں جمہوریت تھی۔ تاہم پہلی بات یہ سمجھ لیجئے کہ جمہوریت کوئی نظام نہیں ہے بلکہ یہ ایک طرزِ حکومت ہے۔ علامہ اقبال نے بالکل صحیح کہا ہے کہ

جمہوریت اک طرزِ حکومت ہے کہ جس میں
بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے!

یعنی جمہوریت محض ایک طرزِ حکومت ہے جو کسی نظام کے تحت ہے چاہے وہ کوئی بھی نظام ہو۔ میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ مغرب میں جب سرمایہ دارانہ نظام نے جڑیں پکڑی ہیں تو تب اس سرمایہ دارانہ نظام پر بہت تنقید ہوئی تھی اور اس کو بہت ظالمانہ نظام سمجھا گیا تھا۔ لہٰذا اس تنقید سے بچنے کے لیے سرمایہ دارانہ نظام پر جمہوریت کا غلاف چڑھا دیا گیا۔ پھر ایسا ہی ہوا کہ آج جمہوریت کو بہت اچھی چیز سمجھا جاتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ مغرب، روس اور چائنہ کی جمہوریتیں ایک دوسرے سے کافی مختلف ہیں اور پاکستان کی جمہوریت تو بالکل ہی نرالی ہے۔ لیکن ہمیں یہ اعتراف کرنا پڑے گا کہ جمہوریت پر سب سے زیادہ عمل برطانیہ میں ہوتا ہے۔

سوال: جمہوریت کو شرک بھی کہا جاتا ہے۔ یہ کس لحاظ سے شرک ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: اس پوری کائنات کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے تو اس کا نظام بھی اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ یہ سورج، چاند، ستارے اور زمین اللہ کے حکم کے مطابق ہی چل رہے ہیں۔ اسی طرح انسان کو بھی اللہ تعالیٰ نے کسی مقصد کے لیے پیدا کیا ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝۵۶﴾

''اور میں نے نہیں پیدا کیا جنوں اور انسانوں کو مگر صرف اس لیے کہ وہ میری بندگی کریں۔'' (الذّٰریٰت)

عبادت صرف نماز، روزہ تک محدود نہیں ہے بلکہ عبادت کا اصل مفہوم یہ ہے کہ زندگی کے ہر شعبے میں اللہ کی ہی بندگی کی جائے۔ چاہے سیاست ہو، معیشت ہو، معاشرت ہو، تجارت ہو یا کاروبارِ حکومت ہو وہاں حکم صرف اللہ کا ہی چلنا چاہیے۔ یہ احکامات اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں اور رسولوں کے ذریعے ہم تک پہنچا دیے اور پورا نظامِ زندگی بھی دے دیا۔ اب اللہ کا حکم تو تب پورا ہوگا جب ہم اللہ کے دیے ہوئے نظام کے مطابق زندگی گزاریں گے۔ جبکہ جمہوریت کا بنیادی اصول یہ ہے حاکمیت عوام کی ہونی چاہیے۔ یعنی عوام کے منتخب نمائندے جو قانون بنائیں گے اُسی پر معاشرت کی بنیاد رکھی جائے گی۔ چاہے وہ شراب کو جائز قرار دے دیں یا ہم جنس پرستی کو جائز قرار دے دیں اور یہی شرک ہے کہ اللہ کی بندگی کرنے کی بجائے غیر اللہ کے حکم کے مطابق زندگی گزاری جائے۔ اس وقت مغرب میں جو جمہوریت رائج ہے اس میں پارلیمنٹ مکمل طور پر آزاد ہے۔ وہ کوئی ایسا قانون بھی بنا سکتی ہے جو کسی بھی الہامی مذہب میں جائز نہ ہو لہٰذا یہ شرک کی بدترین شکل ہے۔

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: اگر آئین پاکستان کو دیکھا جائے تو اس کے مطابق یہاں ایسی جمہوریت نہیں ہے کہ جس میں عوامی نمائندے جو مرضی فیصلے کریں۔ کیا یہ درست ہے؟

ایوب بیگ مرزا: یہ بات بالکل درست ہے۔ کیونکہ پاکستان کے آئین میں دو چیزیں شامل ہیں۔ پہلی یہ ہے کہ ریاست کا مذہب ڈیکلیئر کر دیا گیا کہ وہ اسلام ہوگا۔ دوسری یہ ہے کہ قراردادِ مقاصد کو آئین کا حصہ بنا دیا گیا ہے جس میں باقاعدہ طور پر یہ لکھا ہوا ہے کہ: No legislation will be done repugnant to the Quran and Sunnah. اگر واقعتاً اس شق پر عمل درآمد ہو تو پھر ہمارا آئین اسلامی ہے۔ اس وقت پاکستان کے آئین میں صرف دو شقیں غیر اسلامی ہیں۔ ایک شق نمبر 45، جس کے مطابق صدرِ مملکت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ قاتل کو اپنی مرضی سے معاف کر دے حالانکہ اسلام یہ اختیار قاتل کے ورثاء کو دیتا ہے۔ دوسری شق 248 ہے جس کے مطابق صدرِ مملکت اور صوبوں کے گورنرز کسی بھی معاملے میں عدالتوں کے سامنے جوابدہ نہیں ہیں۔ لہٰذا ان دو شقوں کے علاوہ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کا آئین اسلامی ہے۔ البتہ اس آئین میں جو چور دروازے ہیں ان سے تو پورا آئین بھرا ہوا ہے۔

سوال: پاکستان میں اس وقت جو جمہوری نظام ہے، اس کو ہم اسلامی کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

ایوب بیگ مرزا: یہ آن پیپر تو اسلامی ہے لیکن عملی طور پر اسلامی نہیں ہے کیونکہ پینل کوڈ میں بہت سی غیر شرعی چیزیں آ گئی ہیں۔

سوال: اگر یہاں اسلام نہیں ہے تو پھر شرک ہے؟

ایوب بیگ مرزا: ویسے تو آپ یہ بھی کہہ سکتے ہیں ہر گناہ شرک ہے۔ البتہ بہت سی چیزیں ایسی ہیں جن کے بارے میں آپ کہہ سکتے ہیں کہ وہ مشرکانہ ہیں لیکن ان کی بنیاد پر ہم کسی پر مشرک یا کافر کا لیبل نہیں لگا سکتے۔

سوال: پاکستان میں اسلام کی منشاء کے مطابق کون سا نظام ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: اسلام کا ایک شورائی نظام

ہے۔اسلام کسی کو یہ حق نہیں دیتا کہ وہ غاصبانہ طور پر اقتدار پر قبضہ کرلے۔اسلام ہمیں راہنمائی دیتا ہے کہ تم اپنے معاملات باہمی مشورے سے طے کرو اور امانتیں اہل لوگوں کے سپرد کرو۔اس کا مطلب یہ ہوگا کہ مسلمانوں کا حکمران کوئی مطلق العنان بادشاہ نہیں ہوگا بلکہ مسلمان اپنے اجتماعی معاملات کی ذمہ داری کسی ایسے شخص کو دیں گے جس کو وہ اہل سمجھیں گے۔نبی اکرم ﷺ کے بعد خلافت کا نظام اسی طرح کا تھا۔حضرت عمرؓ کے دور میں ریاست کے تمام ادارے قائم ہوئے۔ہمیں انہی اصولوں پر ایک نظام بنانا ہوگا جس میں شورائیت ہوگی اور وہاں بھی قواعد وضوابط طے ہوں گے کہ مشورہ کیسے ہوگا اور کیا امیر مجلس شوریٰ کے مشوروں کا پابند ہوگا؟ یہ ساری باتیں عہد حاضر کے تناظر میں نئے سرے سے طے کی جاسکتی ہیں، اسلام کے مطابق ان اصولوں کو وضع کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ نیت درست ہو۔

ایوب بیگ مرزا: کیا جمہوری طرز حکومت اسلامی ہے یا غیر اسلامی ہے؟ اس سوال کا جواب دوٹوک انداز میں نہیں دیا جاسکتا۔آپ نہ فیصلہ کن انداز میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ جمہوری نظام اسلامی ہے اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں غیر اسلامی ہے۔اسلام میں مشورے کی کتنی اہمیت ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ غزوۂ احد کے موقع پر نبی اکرم ﷺ کی ذاتی رائے یہ تھی کہ جنگ مدینہ کے اندر رہتے ہوئے لڑی جائے لیکن نوجوانوں کی اکثریت کا مشورہ یہ تھا کہ باہر نکل کر کھلے میدان میں جنگ کی جائے۔لہٰذا آپ ﷺ نے ان کے مشورے کو ذاتی رائے پر ترجیح دی۔جمہوریت میں بہت سی چیزیں اچھی بھی ہیں اور بہت سی چیزیں اتنی بری ہیں کہ شرک تک جاتی ہیں۔ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ کس طرز حکومت میں مشورہ کیا جاتا ہے۔اس لحاظ سے بادشاہی نظام کے مقابلے میں جمہوریت بہتر ہے۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: غزوۂ اُحد کے بعد بھی نبی اکرم ﷺ کو قرآن میں یہی حکم ملا تھا کہ

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ﴾ (آل عمران:159)

لہٰذا اسلام کا مزاج شورائی ہے۔بادشاہی نظام میں بھی بادشاہ مشورہ کرتے تھے جیسے فرعون نے اپنی درباریوں سے موسیٰ علیہ السلام کے حوالے سے مشورہ کیا۔اسی طرح ملکہ سبا نے مشورہ کیا۔البتہ بادشاہ کے پاس ویٹو پاور ہوتی تھی لیکن جمہوریت میں اکثریت کی رائے کو ہی ترجیح دی جاتی ہے۔

اصل میں جمہوریت میں جو خرابیاں ہیں وہ سرمایہ دارانہ نظام کی وجہ سے ہیں۔

سوال: ہمارے سیاستدانوں کا طرز عمل جس طرح کا ہے اس کے مطابق یہاں اسلامی جمہوریت چل سکتی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: پہلی بات یہ ہے کہ اسلام نہیں بھی اوپر سے ایک دم نافذ نہیں کیا جاسکتا۔اس کے لیے پہلے لوگوں میں آگاہی اور تذکیہ کا معاملہ کرنا پڑتا ہے۔لوگوں کے ذہنوں کو بدلنے کی ضرورت ہوتی ہے۔یعنی وہ اچھائی کی طرف راغب ہوں اور برائی سے نفرت کریں۔جب تک لوگوں میں یہ جذبہ نہیں پیدا ہو جاتا اوپر سے زبردستی اسلام ٹھونسنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

سوال: عام پاکستانی کی نظر میں جمہوریت کیا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: افسوس کی بات ہے کہ یہاں

> یہاں ہر آدمی اپنے فائدے کو دیکھتا ہے وہ یہ نہیں دیکھتا کہ جس کو وہ ووٹ دے رہا ہے وہ شریف یا کرپٹ ہے۔

جمہوریت کا یہی تصور رہ گیا ہے کہ ہر آدمی اپنے فائدے کو دیکھتا ہے وہ یہ نہیں دیکھتا کہ جس کو وہ ووٹ دے رہا ہے وہ شریف ہے یا کرپٹ ہے۔جیسے ٹی وی چینل والے پوچھتے ہیں کہ آپ کس کو ووٹ دیں گے تو جواب میں لوگ کہتے ہیں کہ فلاں نے بڑا کام کروایا۔چاہے وہ بدترین کردار کا مالک ہو۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: ایک مثالی جمہوریت کا تصور ہے۔ایک یہ ہے جمہوریت کی موجودہ دنیا میں کیا شکل ہے اور تیسری بات یہ ہے کہ جمہوریت کی ہمارے ملک میں کیا شکل ہے۔جمہوریت ایک طرز حکومت ہے۔یہ صرف کسی صدر، وزیراعظم یا وزیر کے مزاج کا نام نہیں ہے بلکہ یہ ایک عام آدمی کے مزاج کا بھی نام ہے۔

ایوب بیگ مرزا: ایسا مزاج آپ کو سب سے زیادہ خلفائے راشدینؓ میں نظر آتا ہے جن سے اُن کے لباس کے بارے میں بھی ایک عام آدمی پوچھ سکتا تھا۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: بادشاہت کے مقابلے میں جو جمہوریت آئی تھی وہ یہی تھی کہ ایک عام آدمی بھی اٹھ کر کسی وزیر سے سوال کرسکتا تھا۔جبکہ بادشاہی نظام میں ایسا معاملہ نہیں تھا۔یہ فرق ہے۔اسی لیے کہتے ہیں کہ جمہوریت ایک طرز حکومت ہے۔لیکن اس کے ساتھ ہر لیول پر بہت سی ذمہ داریاں ہیں۔ہم برطانوی جمہوریت کو فالو کرتے ہیں جبکہ وہاں مزاج جمہوری ہے۔وہاں کوئی لکھا ہوا آئین بھی موجود نہیں۔اس کے باوجود وہاں کسی بڑے عہدے دار پر کسی اخلاقی برائی کا الزام لگ جاتا ہے تو وہ فوراً استعفیٰ دے دیتا ہے۔

ایوب بیگ مرزا: حال ہی میں ہاؤس آف لارڈز میں ایک واقعہ ہوا کہ ایک وزیر سے اسمبلی میں سوال کیا گیا لیکن وہ وہاں موجود نہیں تھا۔جب بعد میں آیا تو اسے کہا گیا کہ آپ کے محکمہ کے متعلق ایک سوال کیا گیا لیکن آپ موجود نہیں تھے۔اس نے جواب میں کہا کہ میں اس پر معذرت خواہ ہوں اور اس کے بعد استعفیٰ بھی پیش کردیا۔

سوال: ہمارے سیاستدان برطانیہ کی مثالیں تو دیتے ہیں لیکن ان کا عمل اس کے مطابق نہیں ہوتا۔اس کی کیا وجہ ہے؟

ایوب بیگ مرزا: ہمارے ہاں مغرب سے مرعوبیت کا عنصر اپنی جگہ موجود ہے۔ہمارے لوگ راگ تو مغربی جمہوریت کا الاپتے ہیں مگر سمجھتے ہیں کہ ووٹ لینے کے بعد وہ جمہوریت کے چیمپئن بن گئے ہیں لہٰذا اب جو چاہیں کریں، کوئی ان سے پوچھ نہیں سکتا۔حالانکہ ووٹ لینے کے بعد ان کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے کیونکہ تب وہ کچھ لوگوں کی نمائندگی کر رہے ہوتے ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ ہم لوگوں نے جمہوریت اور جمہوری طرز عمل میں ایک فرق کرلیا ہے کہ ایک طرف جمہوریت کا نعرہ بھی لگاتے ہیں اور دوسری طرف جمہوری طرز عمل سے بالکل بے اعتنائی بھی برت رہے ہیں۔اصل میں جمہوری طرز عمل کو اپنانے کی ضرورت ہے۔تاریخ میں ایسے بادشاہ گزرے ہیں جن میں جمہوری طرز عمل موجود تھا۔خلفائے راشدین کا جمہوری طرز عمل مثالی تھا۔ایک بڑھیا نے جب حضرت عمرؓ کے عورت کے حق مہر کے تعین کے بارے میں ایک فیصلہ کو چیلنج کیا۔تو آپؓ نے فرمایا: مجھے ایک بڑھیا نے دین سکھا دیا۔یہ ہے جمہوری طرز عمل۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: علامہ اقبال نے بالکل درست کہا تھا کہ مغربی جمہوریت کے اصول قرآن سے لیے گئے ہیں۔جس کی وجہ سے وہاں ریاست اپنی رعایا کی ذمہ دار ہے۔اسی لیے ان کے ہاں ویلفیئر سٹیٹس قائم ہیں۔یعنی وہاں کوئی بچہ پیدا ہوگا یا کوئی بیروزگار ہے تو اس کو ریاست باقاعدہ الاؤنس دیتی ہے۔

ایوب بیگ مرزا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں دوسال کے بچے کا بھی وظیفہ مقرر کیا تھا۔لیکن وہ خود لوگوں کی ضروریات اور تکالیف کا جائزہ لینے کے لیے گلیوں میں پھرتے تھے۔ایک دفعہ گشت کررہے تھے کہ آپ نے ایک بچے کے رونے کی آواز سنی۔آپ نے پوچھا کہ یہ کیوں رو رہا ہے؟ بتایا گیا کہ دودھ نہیں ہے اس لیے رو رہا

ہے۔ آپ واپس آکر روئے اور اپنے آپ سے کہا کہ عمر! تمہاری وجہ سے کتنے بچے اِس اذیت سے گزرے ہوں گے۔ لہٰذا آپ نے ہر بچے کی پیدائش کے فوراً بعد وظیفہ مقرر کر دیا۔

سوال: ہمارے ہاں جمہوریت کو خراب کس نے کیا؟ کیا وجہ بنی؟

ایوب بیگ مرزا: ہمارے ہاں بنیادی طور پر جمہوریت پر ضرب جرنیلوں نے لگائی ہے۔ انہوں نے کئی بار آئین کو پاؤں تلے روند دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ جمہوریت کو ایک چوپایا کہا جاتا ہے۔ یعنی انتظامیہ، عدلیہ، مقننہ اور میڈیا اس کے چار پائے ہیں۔ لہٰذا اگر اچھی جمہوریت لانی ہے تو اس میں سے ہر پائے کو صحیح کام کرنا ہوگا۔ لیکن ہمارے ہاں کیا ہوا کہ پہلے مارشل لاء سے پہلے گیارہ سالوں میں ہم نے سات حکومتیں بدلیں جس پر پنڈت نہرو نے کہا تھا کہ میں اتنے کپڑے نہیں بدلتا جتنی پاکستان میں حکومتیں بدلتی ہیں۔ اس کی وجہ یہاں کا جاگیرداری نظام ہے۔ لہٰذا پہلا ہتھوڑا جمہوریت پر جرنیلوں نے مارا اور اس کے بعد دوسرا وار عدلیہ نے کیا کہ جس نے نظریہ ضرورت کو قبول کر لیا۔ اس کے سرخیل جسٹس منیر تھے۔ تیسرے ذمہ دار وہ سیاستدان ہیں جنہوں نے بھاگ بھاگ کر جا کر جرنیلوں کے گھٹنے پکڑے اور کہا کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ اگر آئین توڑنا جرم ہے، پی سی او کے تحت حلف اُٹھانا جرم ہے تو کیا جرنیلوں کا وزیر بننا اور ان سے عہدے قبول کرنا جرم نہیں ہے؟ لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان میں جمہوریت کو تباہ کرنے میں فوج، عدلیہ اور سیاستدانوں کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ اس کے علاوہ جاگیرداروں اور بیوروکریسی کا بھی ہاتھ ہے۔ البتہ عوام کا دامن بھی اس حوالے سے صاف نہیں ہے کیونکہ عوام نے مارشل لاء کو قبول کیا اور اس کے خلاف کوئی احتجاج نہیں کیا۔ بھارت کے ایک سابق وزیر اعظم ڈیسائی پاکستان کے دورے پر آئے تھے تو ان سے یہاں سوال کیا گیا کہ اگر بھارت میں مارشل لاء لگ گیا تو آپ کیا کریں گے؟ انہوں نے جواباً کہا کہ میں نے کیا کرنا ہے اگر مارشل لاء لگ گیا تو عوام سڑکوں پر آ کر لیٹ جائیں گے اور مارشل لاء کے پورے نظام کو مفلوج کر دیں گے۔ اسی طرح میڈیا نے بھی جمہوریت کو نقصان پہنچایا کیونکہ جرنیلوں اور غیر جمہوری مزاج رکھنے والے سیاست دانوں نے میڈیا کو پیسے دے کر کرپٹ کیا۔ لہٰذا یہ سارے جمہوریت کی تباہی کے ذمہ دار ہیں۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: ہمارے ہاں تو جمہوری مزاج بھی نہیں بن سکا۔ جو بیوروکریسی تھی اسے قوم کا خادم ہونا چاہیے لیکن اس کا مزاج انگریز دور کے آقا والا ہی رہا اور باقی لوگ غلام بنے رہے۔ وہ حریت کہ کسی کے سامنے کھڑا ہو کر کوئی بات کر سکے وہ یہاں ناپید ہے۔

سوال: اس مزاج کو کیسے تبدیل کیا جا سکتا ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: اس مزاج کو تبدیل کرنے کی ہی بات ہو رہی ہے کہ اس کو تبدیل کر کے جو اصل اسلامی ذہن ہمارا ہونا چاہیے کہ معبود حقیقی اللہ تعالیٰ ہے، ہم اسی کے سب غلام ہیں اور باقی سب کی حاکمیت کی نفی کر دیں۔ یہ مزاج اسلام دیتا ہے۔ میں نے پہلے کہا کہ مغربی جمہوریت کے بنیادی پیرامیٹرز اسلامی ہیں۔ اسلام نے ان کو حریت کا مزاج دیا۔ وہاں بھی پوپ، چرچ اور بادشاہ کے devine rights تھے جن کی اسلام نے نفی کی تھی جو انہیں پسند آیا تھا۔ ہمیں اپنا مزاج اسلامی بنانا ہوگا کہ ایک اللہ سے ڈریں اور اس کے علاوہ کسی سے نہ ڈریں اور حاکم کے سامنے حق بات کہیں۔

سوال: آپ لوگوں کو ''اسلامی جمہوریت'' کے حوالے سے کیسے ایجوکیٹ کریں گے؟

ایوب بیگ مرزا: اس حوالے سے وقت بہت لگے گا۔ لوگوں کے ذہن تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے لوگوں کی تربیت کی جائے کہ جمہوریت کیا ہے اور ہمارا دین کیا کہتا ہے۔ ہمارے دین میں اہم ترین بات یہ ہے کہ اللہ اور رسول کی غیر مشروط طور پر بالادستی قبول کرو اور شریعت محمدیؐ سے ٹکرانے والی ہر شے کو ختم کرو۔ حق کا ساتھ دو اور باطل کے خلاف کھڑے ہو جاؤ، یہ بنیادی اصول ہوگا۔ اس حوالے سے جمہوریت کے جو چار ستون ہیں ان میں اصلاح کی ضرورت ہے۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: مشرف کے جانے کے بعد دس سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ دو حکومتیں آ چکی ہیں۔ فی الحال عوام کے مزاج میں کوئی تبدیلی نظر نہیں آتی۔

ایوب بیگ مرزا: ایک بڑی عجیب بات ہے کہ پاکستان میں جو تھوڑا بہت ترقی کا کام ہوا ہے وہ سارا کا سارا فوجی آمروں کے دور میں ہوا ہے۔ سیاستدان تو ایک ڈیم تک نہیں بنا سکے۔

سوال: ایٹم بم تو بنایا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: ایٹم بم بھٹو نے شروع کیا تھا لیکن اس پر زیادہ کام جنرل ضیاء الحق کے دور میں شروع ہوا اور اسی نے اس کو انجام تک پہنچایا۔ اصل میں یہ اللہ کے کام ہیں۔ پاکستان کا بننا، پاکستان کا ایٹمی قوت بننا، اور اس وقت تک پاکستان کا بچ رہنا یہ سارے معجزات ہیں۔

❁ ❁ ❁

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

دعائے مغفرت

انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے منفرد رفیق محترم احسان اللہ وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0333-9739637

☆ حلقہ پنجاب شرقی، ہارون آباد کے رفیق محترم عبدالمجید وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: (بیٹا) 0334-7003315

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، ناصر پور کے رفیق محترم مولانا عبدالرحمٰن کے والد وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0332-9009596

☆ حلقہ پنجاب شمالی، مسلم ٹاؤن کے مقامی امیر محمد قدیر عباسی کے کزن وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0303-6092995

☆ قرآن اکیڈمی، لاہور شعبہ مطبوعات کے کارکن محمد سلیم باری کے بڑے بھائی عبدالخالق وفات پا گئے۔

☆ مقامی تنظیم، مسلم ٹاؤن کے ناظم دعوت محمد عمران ملک کے نانا وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0333-5341778

☆ حلقہ پنجاب شمالی، مقامی امیر رؤف اکبر کے برادر نسبتی مبتدی رفیق محمد ساجد وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0333-5127663

☆ حلقہ پنجاب شرقی کے ناظم جناب سجاد سرور کی ممانی وفات پا گئیں

برائے تعزیت: 0333-6305730

☆ حلقہ پنجاب شرقی، بورے والہ کے رفیق جناب خورشید علی کی اہلیہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0345-7099477

☆ حلقہ کراچی وسطی، بنوری ٹاؤن کے رفیق جناب محمد امین کی ہمشیرہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0300-7041958

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

......قبل اس کے کہ تمہارا حساب ہو!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

عالمی طاقتیں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر خونِ مسلم بہانے کے نئے ریکارڈ سیٹ کرنے میں محو ہیں۔ امریکہ افغانستان میں برسرِ زمین تو طالبان کے مقابلے میں کھڑے ہونے کا حوصلہ نہیں رکھتا۔ کابل میں طالبان کے پے در پے حملوں کا جواب دینے کو بلا استثناء 24 گھنٹوں میں 24 میزائل امریکی B-52 بمبار طیاروں نے اندھا دھند برسائے ہیں۔ اس جنگ میں برسرِ زمین جو بھی مارا جائے اسے دہشت گرد ہی کہا جاتا ہے۔ بچہ ہو، بوڑھا ہو عورت ہو یا بھینس! دوسری طرف چاند ماری کو روس اپنے محبوب قصاب بشارالاسد کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے شامی مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیل رہا ہے۔ سات سال سے جاری جنگ میں شدید ترین اور بے رحمانہ کلورین گیس حملوں اور بمباری میں مشرقی غوطہ اور ادلب نشانے پر ہیں۔ دو سو شہید کیے جا چکے ہیں، جس میں 22 بچے اور 21 خواتین شامل ہیں۔ مناظر ناقابلِ بیان ہیں۔ معصوم ننھے پھول اکھڑی اکھڑی سانسیں لیتے جس دم کا شکار کیمیائی گیس حملے کے مارے نوجوان۔ اپنے باپ کی لاش پر بلک بلک کر روتا بچہ۔ چہرے کے زخم دانت بھینچ کر صاف کرواتا صابر بچہ۔ تباہ حال بلڈنگوں سے نکالی جاتی لاشیں اور زخمی مسلمان مرد، عورتیں، بچے۔ ان 800 زخمیوں کے لیے واحد بچ رہنے والا میڈیکل سینٹر بھی اب تاک کر نشانے پر لے لیا گیا ہے۔ ان کا علاج کیونکر ہو سکے گا، پُرسانِ حال کوئی نہیں۔ مشرقی غوطہ میں 4 لاکھ شامی شہری مسلسل بمباری کی زد میں ہیں۔ دسمبر سے اب تک 369 مارے جا چکے ہیں جس میں 91 بچے اور 68 عورتیں شامل ہیں۔ حملے کا نشانہ رہائشی علاقے، میڈیکل سینٹر، بازار اور سکول رہے ہیں۔ اشیائے خورد و نوش اور طبی ضروریات کی شدید قلت ہے۔ ادویات کی عدم فراہمی اور بھوک اموات کا باعث بن رہی ہے۔ سردی کی شدت میں گھروں کے فرنیچر، کھڑکیاں، دروازے جلا کر گزارہ کر رہے ہیں۔ اس بے رحم جنگ میں 4 لاکھ 70 ہزار شامی مارے جا چکے ہیں۔ سوا کروڑ در بدر بے گھر ہو چکے ہیں۔

عالمی برادری، مسلم دنیا، حقوقِ انسانی کے ادارے، اقوامِ متحدہ کہاں ہے؟ خونِ مسلم کی ارزانی پر دنیائے کفر میں ان کہا سمجھوتہ ہے۔ اشک شوئی کو جنیوا، ویانا، آستانہ، ریاض، سوچی میں کانفرنسیں شام میں حصولِ امن کے نام پر ہوتی رہیں۔ دنیا کے چودھری سر جوڑ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ کیمروں کی چکا چوند، میڈیا کی چند سرخیاں، کھا پی سیر سپاٹا کر کے اپنی اپنی راہ لگتے ہیں۔ کہ حرکت تیز تر ہے اور سفر آہستہ آہستہ۔ مسلم امہ کے بڑے اپنی نت نئی دوستیوں کے خمار میں گم ہیں۔ مثلاً اسرائیل اور بھارت خوشی سے بغلیں بجا رہے ہیں..... وجہ؟ بھارت کے دورے پر اسرائیلی وزیراعظم نے خوشخبری سنائی کہ سعودی عرب کی جانب سے اسرائیل پر عائد 70 سالہ پابندی اٹھائی جا رہی ہے۔ اب اسرائیل جانے والے ایئر انڈیا کے ہوائی جہاز سعودی فضاؤں کو کھلے بندوں استعمال کر سکیں گے۔ اسرائیل بھارت قریب تر آ گئے۔ اب 8 گھنٹے کے طویل سفر میں اڑھائی گھنٹے اور ایندھن اور کرائے کی بھی بچت کر پائیں گے۔ یروشلم اور ریاض کا یہ قرب بھارتی اور اسرائیلی میڈیا میں خوب چرچا پا رہا ہے۔ اگرچہ سعودی سول ایوی ایشن اتھارٹی نے اس بارے میں تردید بھی کر دی ہے۔

ادھر پاکستان امریکہ کو راضی کرنے، راضی رکھنے کی ہر ممکن کوشش کر رہا ہے۔ ٹرمپ آنکھیں دکھا رہا تھا۔ جنرل میکنزی زخموں پر مرہم رکھنے کو کہتا ہے: جنوبی ایشیا میں امریکہ کی کامیابی کے لیے پاکستان کی مدد کی اشد ضرورت ہے۔ پاکستان کی مدد کھو دینا امریکہ کے لیے بھی آسان نہیں۔ امریکہ کی افغانستان میں کسمپرسی کا عالم یہ ہے کہ کرسچن سائنس مانیٹر کے سکاٹ پٹیرسن کے مطابق امریکہ نے یہ پالیسی اختیار کی ہے کہ افغانستان بارے درست اعداد و شمار اور حقائق شائع نہ کیے جائیں۔ افغانستان میں ہلاکتیں بہت بڑھ چکی ہیں جبکہ امریکی ٹیکس دہندگان کا پیسہ اس جنگ میں بے محابہ جھونکا گیا ہے۔ 45 بلین ڈالر 2018ء کے لیے مختص کیے ہیں۔ حالیہ وحشیانہ بمباری اسی مایوسی، بے بسی اور اضطراب کا نتیجہ ہے۔ رہا پاکستان تو اس جنگ کے ہاتھوں مقتدرین کو ملنے والے ڈالروں کے سوا ہمہ نوع بربادی اور انحطاط ہمارے حصے آیا ہے۔ اخلاقی زوال اور بربادی کے بدترین دور سے ہم گزر رہے ہیں۔ معاشی کسمپرسی اور بیروزگاری کے ہاتھوں، نوجوان ملک سے باہر رزق کی تلاش میں یورپ کے شوق میں دھکے کھاتے کہیں سمندروں میں ڈوب رہے ہیں۔ (لیبیا میں 32 پاکستانی غرقاب ہوئے) اور کہیں یونان سے پاکستانی سفیر کا خط حال زار بتا رہا ہے۔ بڑی تعداد میں یورپ جانے کے خواہش مند پاکستانی یونان میں یوں پھنسے پڑے ہیں کہ نوجوان اور عورتیں بھوک اور لاچاری کے ہاتھوں اپنا آپ بیچ کر شب و روز گزارنے پر مجبور ہیں۔ سفیر ان کی مدد سے قاصر ہیں۔

خود پاکستان کی شہ سرخیاں اخلاقی زوال کی اذیت ناک داستانوں سے بھری پڑی ہیں۔ راؤ انوار کے ہاتھوں قانون کے جو پرخچے حکمرانوں اور مقتدر اداروں کی ناک نیچے اڑائے جاتے رہے، شرمناک داستان سناتے ہیں۔ اس کی ترقی کا سفر جعلی پولیس مقابلوں، اغوا برائے تاوان، زمینوں پر ناجائز قبضوں، بھتہ خوری، ٹارگٹ کلنگ اور ریت بجری چوری کے ساتھ ساتھ چلا۔ ہم ابھی اس ایک پر کفِ افسوس مل رہے تھے کہ ایک اور اسی کا چٹی بھائی پنجاب پولیس کا ماہر پولیس مقابلہ جات، عابد باکسر دبئی سے پکڑے جانے کی خبریں گرم ہونے لگیں۔ راؤ انوار کی گرفتاری کے سلسلے میں جس طرح چھپن چھپائی کھیلی جا رہی ہے، عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کا ایک سلسلہ ہے۔ ریاستی ادارے اور حکمران عوام کے لیے بمنزلہ باپ کے ہوتے ہیں۔ یہاں ہمارے ہی لختِ ہائے جگر صرف ان دو قاتل افسروں کے ہاتھوں سینکڑوں کی تعداد میں ماورائے عدالت مار پھینکے جاتے رہے؟ امریکی جنگ کے اتحادی بننے کے بعد یہ سلسلے دراز تر ہو گئے بلکہ غیر علانیہ پالیسی بن گئی۔ سوال کرنے، انصاف مانگنے کے سارے دروازے بند کر دیے گئے۔ دہشت گردی کے نام پر خوف کے پہرے بٹھا دیے گئے۔ کیا سالہا سال کے یہ دراز سلسلے عدالتوں کی نگاہ سے اوجھل ہی رہے؟ عوام تو کالانعام ٹھہرے، ہمارے آئینی حقوق کے محافظ بھی ان دو کے کارناموں سے نابلد رہے؟ اور اب جب حقائق کھلے ہیں تو دونوں ہی کا کہنا ہے کہ متنازع پولیس مقابلے اعلیٰ شخصیات کے حکم پر ہوئے۔ المیہ تو یہ ہے کہ مقابلوں میں مار دیے جانے والوں کی کوئی

فہرست، نام نشان، قبرستان تک کی خبر گھر والوں کو نہ دی گئی۔ ملک بھر میں اڈلتی جابجا معصوم بچوں کی بے حرمتی کی خبریں شب و روز میں سیاہی بھرنے کا الگ سامان ہیں۔

ایسے میں اسلام آباد ہائی کورٹ کی جانب سے 13 فروری 2017ء کے ایک فیصلے کے نتیجے میں ویلنٹائن ڈے کی تشہیر کی ممانعت کی خبر، پیمرا کی جانب سے گھپ اندھیرے میں روشنی کی کرن بن کر سامنے آئی ہے۔ پوری قوم ان دو ہفتوں میں جس طرح حیا باختہ خبروں کے ہاتھوں ہلا ماری گئی، ہمیں اجتماعی توبۃ النصوح کی شدید ضرورت ہے۔ ایسے میں یوم فحاشی (ویلنٹائن ڈے) کی آمد فی نفسہٖ شدید اضطراب (Anxiety) کا سامان لیے ہوئے تھی۔ اس حکم کے عملی نفاذ کو یقینی بنایا جائے۔ ایسے تمام خرافاتی دن زبردستی مملکت خداداد پاکستان کے سر منڈھ دیے گئے ہیں۔ میڈیا ہاؤسز کے مالکان اسی ملک کی مٹی سے اُگے ہیں۔ خدارا نسلوں کے اخلاق و کردار میں بوئے جانے والی فحاشی، بے راہ روی کے آگے بند باندھنے میں اپنا اپنا حصہ ڈالیں، ورنہ یہ سیلاب بلا آپ کے اپنے گھروں تک بھی پہنچے گا۔ یہی میڈیا اپنی قوت ابلاغ کو مثبت استعمال کرے تو تعلیم و تربیت کا مؤثر ترین ذریعہ بن سکتا ہے۔ اللہ کے حضور حاضری سے مستثنیٰ کون ہے؟ اللہ کی وارننگ تو موجود ہے: جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان لانے والوں کے گروہ میں فحش پھیلے وہ دنیا و آخرت میں دردناک سزا کے مستحق ہیں۔ (النور: 19) یوم فحاشی کی ناپاکی کی ترویج شریعت کی رو سے حرمت کے دائرے میں آتی ہے۔ شراب، سود، جوا، خنزیر مردار کی طرح یہ تجارت بھی مال کو ناپاک، ناقابل استعمال بنا دیتی ہے۔ وہ پاکستان جو کبھی دنیا بھر کے مسلمانوں کی آنکھ کا تارا، ان کے لیے آواز اٹھانے والا، ان کے حقوق کا محافظ پشت پناہ ہوا کرتا تھا۔ (فلسطین، کشمیر، بھارت، بوسنیا)...... آج اپنا آپ بھی بھلائے بیٹھا ہے؟ پاکستانی میڈیا شام، افغانستان، فلسطین حتیٰ کہ اپنی شہ رگ کشمیر کے مسلمانوں کا حق ادا نہیں کر رہا۔ نوجوانوں کو اعلیٰ مقاصد کے لیے جینے کا ہدف نہیں دے رہا۔ عشق عاشقی پیسہ بنانے کے گر، جھوٹے گلیمر کے پیچھے لپکنا سکرینوں سے امڈ رہا ہے۔ میڈیا اپنے فرائض پہچانے اور مت بھولیں کہ اللہ کے حضور کارگزاری پیش تو ہوگی! حساب چکانا پڑے گا! اپنا حساب کیجیے قبل اس کے کہ آپ کا حساب لیا جائے۔ (عمر ابن خطابؓ)

❁❁❁

Quran Academy Alumni

(وابستگانِ رجوع الی القرآن کورس)

ممبر شپ فارم

نام: ______ ولدیت: ______

تاریخ پیدائش: ______ تعلیم: ______

پتہ: ______

موبائل: ______ ای میل: ______

واٹس ایپ نمبر: ______ لینڈ لائن نمبر: ______

رجوع الی القرآن کورس (پارٹ 1) سیشن: ______

رجوع الی القرآن کورس (پارٹ 2) سیشن: ______

جزوقتی/مکمل شرکت: ______

چار اہم جماعتوں کے نام (1) ______ (2) ______

(3) ______ (4) ______

رجوع الی القرآن تحریک کی مناسبت سے آپ کی مصروفیات/مشاغل (مختصراً)

______

نوٹ تعلیمی وابستگان کو مرکزی انجمن کی اعزازی ممبر شپ جاری کی جائے گی۔

ڈونیشن ______ (کم از کم -/100 روپے ماہانہ)

مرکزی انجمن خدام القرآن، 36 کے ماڈل ٹاؤن، لاہور

ای میل: irts@tanzeem.org —— واٹس ایپ: 0322-4371473

نوٹ سابقہ کسی بھی سال/سیشن میں قرآن اکیڈمی لاہور سے رجوع الی القرآن کورس پارٹ (1) یا پارٹ (2) میں شرکت کرنے والے حضرات (صرف مرد) سے گزارش ہے کہ مندرجہ بالا فارم پُر کر کے اوپر دیے گئے ای میل ایڈریس یا موبائل نمبر پر بھیج دیں۔ شکریہ!

تعصب ایک ناسور

مہوش نواز، واہ کینٹ

تاریخ کا مطالعہ کریں تو اس بات کا اندازہ بخوبی ہو جاتا ہے کہ محمد ﷺ کی نبوت سے پہلے عرب ثقافت اپنی تمام تر فطانت اور تواضع کے باوجود آپس کے قبائلی تعصب کو بالائے طاق نہ رکھ سکی۔ عرب میں موجود نسل پرستی ان کی اجتماعی ساخت کو کمزور اور قبائلی جانب داری کو غیر منطقی حد تک مضبوط کرتی تھی اور ذرا سی اہانت نسلوں کے جنگ و فساد اور قطع تعلقی کا سبب بنتی۔

جب ہم تعصب کی بات کرتے ہیں تو ہمارے ذہن میں اس کی بہت سی اقسام گھوم جاتی ہیں۔ حسبی و نسبی تعصب، مالی اور معاشی تعصب، کبھی رنگ اور لسان کا تعصب تو کبھی ذات پات کا۔

تعصب کے لغوی و اصطلاحی معنی یہ ہیں۔

تَعَصَّبَ پٹی باندھنا تعصب سے کام لینا۔

تَعَصَّبَ علیہ مقابلہ کرنا اور عصبیت دکھلانا اَلْعَصَبِيَّةُ دھڑے بندی اَلْعَصَبِي تعصب کی وجہ سے ظلم میں قوم کی مدد کرنے والا۔

حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ! کیا اپنی قوم سے محبت کرنا بھی تعصب و عصبیت ہی کا حصہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں! (یعنی قوم سے محبت کرنا کوئی برا نہیں اور نہ یہ تعصب کہلاتا ہے بلکہ) عصبیت یہ ہے کہ آدمی اپنی قوم کی ظلم پر مدد کرے۔“ (رواہ احمد و ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

اَلتَّعَصُّبُ دلیل ظاہر ہونے کے بعد بھی حق قبول نہ کرنا۔

المنجد 959 حق بات کی دلیل ظاہر ہوتے وقت حق قبول نہ کرنا۔ (قواعد الفقہ/ 231 وکذا فی رد المختار/ 642، مشکوٰۃ/ 418)

اسی طرح ایک اور حدیث میں ’عصبیۃ‘ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، 111: سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، 7) جس کا لغوی مفہوم اشتعال ہے، کیونکہ متعصبانہ طرز عمل مکمل طور پر اشتعال اور جذباتیت پر مبنی ہوتا ہے۔

تعصب کے لفظ میں مجبور کرنے کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ کسی معاملے پر حد سے زیادہ اصرار کرنے، دوسروں کا لحاظ کیے اور ان کی بات سنے بغیر ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرنے اور ہر معاملے میں صرف اپنی ذات اور رائے کو سب سے برتر سمجھنے سے عبارت ہے۔

جبکہ اس کے برعکس دین اسلام نے ہر طرح سے اس قبیح اور جاہلانہ عصبیت کی مذمت کی اور اخوت اور بھائی چارے کا درس دیا، اور برتری اور عظمت کا معیار صرف اور صرف تقویٰ کو بنا دیا اور ہر قسم کے عصبی رویہ کو حمیۃ الجاھلیۃ (یعنی دور جاہلیت کے ساتھ مخصوص حمیت) قرار دیا۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ○ (سورہ حجرات:13)

”اے لوگو ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت (آدم و حوا) سے بنایا اور تم کو مختلف قومیں اور مختلف خاندان بنایا (محض اس لئے کیا) تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو بلاشبہ اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا اور پوری خبر رکھنے والا ہے۔“

امام زہریؒ فرماتے ہیں کہ خاص طور سے یہ آیت ابو ہند کے بارے میں نازل ہوئی جب حضور اکرم ﷺ نے بنو بیاضہ قبیلہ والوں سے کہا کہ تم اپنے قبیلہ کی کسی لڑکی سے ابو ہند صحابی (جو پیشہ کے اعتبار سے حجام تھے) کا نکاح کر دو۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم اپنی لڑکیوں کا نکاح اپنے غلاموں سے کر دیں یعنی غلاموں سے نکاح کرنے کو انھوں نے اپنے لیے عار سمجھا۔ اس واقعہ کی وجہ سے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (ابو ہند مراسیل ابوداؤد/12، الجامع الاحکام للقرطبی 8/604، الصاوی 4/146)

ایک اور قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کچھ اونچا سنتے تھے۔ صحابہ کرام حضور ﷺ کی مجلس میں سبقت کرنے کے باوجود ان کے لیے جگہ دے دیا کرتے تھے تو یہ ثابت حضور ﷺ کے پہلو کے قریب بیٹھ جاتے تھے تاکہ فرامین نبوی کو سن سکیں۔ ایک دن یہ آئے تو ایک رکعت فجر کی ان سے فوت ہو گئی۔ نماز سے فارغ ہو کر تمام صحابہؓ نے حضور ﷺ کے قریب اپنی اپنی نشست پکڑ لی اور صحابہ کرام حضور ﷺ کی مجلس میں اس طرح بیٹھا کرتے تھے کہ درمیان میں کسی کے بیٹھنے کی گنجائش نہ رہتی تھی ثابت بن قیس نماز سے فارغ ہو کر حضور ﷺ کی طرف آئے لوگوں کی گردن پھلانگتے ہوئے اور جگہ دو جگہ دو کہتے ہوئے، صحابہؓ نے ان کے لئے گنجائش دی اور یہ حضور ﷺ کے قریب پہنچ گئے مگر ان کے اور حضور ﷺ کے درمیان ایک اور صحابی تھے ان آگے کے صحابی سے ثابت نے کہا کہ جگہ دو آگے والے صحابی نے جواب دیا میں اپنی جگہ بیٹھا ہوں تم اپنی جگہ بیٹھو ثابت بن قیس غصہ کی حالت میں ان کے پیچھے بیٹھے اور کسی سے پوچھا یہ کون ہے؟ جواب ملا کہ فلاں ہے۔ ثابت نے ان آگے والے صحابی کو یا ابن فلانۃ کہا جس سے زمانہ جاہلیت کی کوئی عار دلانی مقصود تھی وہ آگے والے صحابی بہت شرمندہ ہوئے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یا ابن فلانہ کہنے والا کون ہے؟ ثابتؓ نے عرض کیا، میں یا رسول اللہ ﷺ۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ان سب کے چہروں کو دیکھو۔ ثابت نے موجود تمام صحابہ کے چہروں کو دیکھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ”ثابت کیا دیکھا؟“ عرض کیا کوئی سفید ہے، کوئی سرخ ہے، کوئی سیاہ ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ”دیکھو تم ان سے نہیں بڑھ سکتے مگر تقویٰ کی وجہ سے یعنی تمہارا تقویٰ اور پرہیزگاری ان سے بڑھ کر ہے تو تمہارا مقام عند اللہ اونچا ہوگا۔ یہ دنیوی اونچ نیچ کی وقعت عند اللہ نہیں ہے۔“ (الجامع الاحکام للقرطبی 8/592/605، الصاوی 4/146)

ایک قول یہ ہے کہ فتح مکہ کے دن حضور ﷺ نے حضرت بلالؓ کو اذان پڑھنے کا حکم دیا۔ حضرت بلال نے کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دی تو کفار مکہ میں سے عتاب بن اسید بن ابی العاص نے کہا اللہ کا شکر ہے جس نے میرے والد کو یہ برا دن دیکھنے سے قبل ہی اٹھا لیا۔ حارث بن ہشام نے کہا اس کالے کوے کے سوا محمد کو کوئی موذن ہی نہ ملا۔ سہیل بن عمرو نے کہا اگر اللہ تعالیٰ چاہیں تو اس کو بدل دیں۔ ابو سفیان جو ابھی اسلام قبول نہیں کئے تھے انھوں نے کہا میں کچھ نہیں کہتا مجھے خوف ہے کہ اس کی خبر آسمان کا رب محمد ﷺ کو دے دے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور

کفار مکہ کی یہ شرارت انگیز خبر حضور ﷺ کو دی۔ آپ ﷺ نے ان کو بلایا اور ان سے پوچھا کیا یہ باتیں تم سب نے کہی ہیں ان سب نے اقرار کیا۔ (تفسیر قرطبی 8/605، الصاوی 4/146)

عَنْ اَبِی نَضْرَةَ قَالَ حَدَّثَنِی اَوْ حَدَّثَنَا مَنْ شَهِدَ خُطَبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ بِمِنًی فِی وَسَطِ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ وَهُوَ عَلٰی بَعِيْرٍ فَقَالَ يَاَيُّهَا النَّاسُ اَلَا اِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ وَاَنَّ اَبَاكُمْ وَاحِدٌ اَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰی عَجَمِيٍّ وَلَا عَجَمِيٍّ عَلٰی عَرَبِيٍّ وَلَا لِاَسْوَدَ عَلٰی اَحْمَرَ وَلَا لِاَحْمَرَ عَلٰی اَسْوَدَ اِلَّا بِالتَّقْوٰی اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ (روح المعانی 8/146 من روایت البیہقی والمردویہ، تفسیر قرطبی 8/605)

ابونضرۃ کہتے ہیں کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جو مقام منیٰ میں ایام تشریق کے درمیان میں حضور ﷺ کے خطبوں میں حاضر تھا۔ حالانکہ آپ اونٹ پر سوار تھے آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے لوگو! خبردار تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ (آدم) ایک ہے خبردار کسی عربی آدمی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ کسی عجمی کو کسی عربی پر نہ کسی کالے وسیاہ آدمی کو کسی سرخ پر اور نہ کسی سرخ کو کسی سیاہ آدمی پر کوئی فضیلت ہے۔ ہاں تقویٰ فضیلت کا مدار ہے۔ پھر آپؐ نے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا: ”کیا میں نے پیغام الٰہی امت تک پہنچا دیا؟“ صحابہؓ نے جواب دیا۔ جی ہاں، آپؐ نے پہنچا دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو یہاں موجود ہے وہ اس تک پہنچا دے جو موجود نہیں ہے۔“

قرآن وسنت سے ہمیں عصبیت کی بیخ کنی کے لیے متعدد دلائل ملتے ہیں۔ یہ قرآن ہی کا امتیاز تھا جس نے معاشرے سے تمام تفرق اور عصبیت کو ختم کر کے تمام مسلمانوں کو صف بہ صف کھڑا کر دیا۔ یہی تعلیمات تھی جس نے مہاجرین وانصار کو بھی بھائی بھائی بنا دیا اور یہ محمد ﷺ کا حسن سلوک تھا جو کفار کو اسلام قبول کرنے پر آمادہ کر لیتا تھا۔

اور پھر کہا:

﴿اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ﴾ (سورہ فتح:26)

اس وقت کو یاد کرو جب کفار اپنے دلوں میں زمانہ جاہلیت جیسا تعصب رکھتے تھے۔

آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

لَيْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا اِلٰی عَصَبِيَّةٍ، وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ قَاتَلَ عَلٰی عَصَبِيَّةٍ، وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ مَاتَ عَلٰی عَصَبِيَّةٍ. (سنن ابی داؤد، ج، کتاب الادب، باب في الصبية، ص، حديث)

”جو شخص تعصب کی بات کرے یا لوگوں کو تعصب کی طرف دعوت دے یا تعصب کی روح اور فکر رکھتے ہوئے مرجائے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔“

ان تمام دلائل کے بعد یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام میں تعصب اور بالخصوص مذہبی تعصب ومنافرت کی قطعاً گنجائش نہیں۔ بلکہ اسلام تمام مذاہب اور فرق کے احترام کی تلقین کرتا ہے اور اس بارے میں تعصب اور اکراہ دونوں سے گریز کرنے کا سبق دیتا ہے۔

لیکن جب ہم امت مسلمہ کی موجودہ صورت حال پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں اکثر وبیشتر حمیۃ الجاہلیۃ نظر آتی ہے۔ پھر سے یہ امت رنگ ونسل، ذات پات، مذہبی اور فرقی تعصب کا شکار نظر آتی ہے۔ اور افسوس در افسوس یہ کہ ہم امت محمدیہ ہونے اور قرآن وسنت کی واضح تعلیمات ہمارے پاس ہونے کے باوجود خود کو اس ناسور سے محفوظ نہ رکھ سکے۔ پھر سے روزمرہ زندگی میں بیشتر ایسے ناگوار واقعات سننے اور دیکھنے کو ملتے ہیں جنکی اصل وجہ یہ کم بخت تعصب ہے۔ اور پھر یہ تعصب ہی ہماری قرآن وسنت سے مزید دوری کی وجہ ہے کیونکہ یہ عصبیت اپنے ساتھ حسد، بغض، نفرت اور تشدد جیسی بیماریاں لاتی ہے جو ایمان کو کھوکھلا اور کمزور کرتی ہیں۔ یہاں تک کہ انسان اپنا اور اپنے مسلمان بھائیوں کا دشمن ہوا جاتا ہے اور ایسا کرنے میں اسے کوئی خرابی، کوئی برائی نظر نہیں آتی۔

تعصب جس قدر قابل نفرت چیز ہے۔ ایمان پر ثابت قدمی اسی قدر قابل تحسین عمل ہے۔ کیونکہ ثابت قدمی کسی بلند عمارت کی طرح غیر متزلزل موقف کا اظہار کرتی ہے۔ اور تعصب انسان کی عقلی وروحانی صلاحیتیں موقوف کر کے اسے متزلزل جذباتی رویہ اپنانے پر اکساتا ہے۔ اس لیے تعصب سے پاک ثابت قدمی کے حصول کے لیے اہل ایمان کو سب سے پہلے قرآن وسنت کے بنیادی احکام کو پورے طور پر سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اس کے بعد ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے علم کو ان دو ماخذوں کی روشنی میں پرکھیں اور پھر قرآن وسنت سے حاصل کردہ علم کو ممتاز اہل علم کے پاکیزہ فہم اور عمومی اتفاق رائے کی روشنی میں جانچیں۔ جہاں تک بدلتے ہوئے حالات کے مطابق نئے اجتہادات کا تعلق ہے تو یہ ایک مختلف معاملہ ہے، جو ایمان پر ثابت قدمی کے منافی نہیں۔ جید علمائے کرام کی آراء کا حوالہ دینے کی اہمیت کا خود قرآن کریم میں ذکر ہے:

﴿وَاِذَا جَاءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَی الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓی اُولِی الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا۝﴾ (النساء:83)

”اور جب ان کے پاس امن یا ڈر کی کوئی خبر پہنچتی ہے تو اسے مشہور کر دیتے ہیں، اور اگر اسے رسول اور اپنی جماعت کے ذمہ دار اصحاب تک پہنچاتے تو وہ اس کی تحقیق کرتے جو ان میں تحقیق کرنے والے ہیں، اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی مہربانی نہ ہوتی تو البتہ تم شیطان کے پیچھے چل پڑتے سوائے چند لوگوں کے۔“

لہٰذا قابل اعتماد علمائے کرام کے منہج کو اپناتے ہوئے نئے پیش آنے والے مسائل کا جواب دینا ایک قسم کی ترقی ہے، تاہم یہ ترقی تخریب، شہرت کی خاطر مبالغہ آمیز فتویٰ بازی اور غور وفکر کے بغیر کسی معاملے پر تعصب کا مظاہرہ کرنے سے بالکل مختلف ہے۔ اس کے برعکس وہ محدود اصولوں سے لامحدود مسائل کا استنباط کرنے، اسلام کی عالمگیریت اور اس کی ہمہ گیر فطرت سے عبارت ہے۔

اور اس سب کے بعد اللہ سبحانہ تعالیٰ سے ہمیشہ یہ دعا کرنی چاہیے:

﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۝﴾ (آل عمران:8)

”اے پروردگار جب تو نے ہمیں ہدایت بخشی ہے تو اس کے بعد ہمارے دلوں میں کجی نہ پیدا کر دیجیو اور ہمیں اپنے ہاں سے نعمت عطا فرما تو تو بڑا عطا فرمانے والا ہے۔“ الٰہم آمین۔

خانیوال میں ایک روزہ دعوتی پروگرام

حلقہ جنوبی پنجاب کے تحت 21 جنوری 2018ء کو خانیوال میں ایک روزہ دعوتی پروگرام منعقد ہوا۔ حلقہ کے ناظم دعوت محمد سلیم اختر کی قیادت میں ملتان تنظیم کے 15 رفقاء کی جماعت صبح 8 بجے خانیوال کے لیے روانہ ہوئی۔ ساڑھے نو بجے تک خانیوال ریلوے کالونی کی بڑی مسجد میں قیام ہوا۔ امیر تنظیم خانیوال محمود احمد بھٹی نے رفقاء کا استقبال کیا۔ مسجد میں پہلے سے ہی خانیوال کے رفقاء کا تربیتی پروگرام جاری تھا۔

دس بجے سلیم اختر نے درس قرآن سے پروگرام کا باقاعدہ آغاز کیا۔ رفقاء کی مختلف ٹولیاں تشکیل دے کر انہیں علاقہ میں بھیج دیا گیا جہاں دعوت کا کام کیا گیا۔ ہینڈبل اور دعوتی کتابچے بھی تقسیم کیے گئے۔ ڈیڑھ بجے رفقاء واپس مسجد میں جمع ہوئے۔ نمازِ ظہر کے بعد سلیم اختر نے تنظیم اسلامی کے منشور پر مذاکرہ کرایا۔

مذاکرہ کے بعد مسجد کے امام جناب حضرت مولانا عباس اختر اور مولانا فاروق احمد سے تفصیلی ملاقات ہوئی۔ تنظیم کا تعارف کرایا گیا۔ انہوں نے اس میں دلچسپی کا اظہار کیا۔ انہیں دعوتی کتب بھی تحفتاً دی گئیں۔ نمازِ عصر کے بعد ناظم دعوت جناب محمد سلیم اختر نے دینی فرائض کا جامع تصور کے موضوع پر خطاب کیا جس میں اہل علاقہ کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

نمازِ مغرب کے بعد رفقاء کا یہ دعوتی قافلہ اپنے امیر کی قیادت میں واپس ملتان کے لیے عازم سفر ہوا۔ پروگرام کے اختتام پر ناظم دعوت نے تمام رفقاء کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے اس پروگرام میں اپنا وقت، جان، اور مال کا انفاق کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعاگو ہیں کہ وہ ہمیں اپنے دین حق کی سربلندی کے لیے ہمہ تن جدوجہد کرنے کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین!

(رپورٹ: ناصر انیس خان)

حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے زیر اہتمام سہ ماہی اجتماع

27 جنوری 2018ء کو جامع مسجد ابوبکر صدیقؓ، سعد اللہ جان کالونی حاجی کیمپ پشاور میں سہ ماہی اجتماع بصورت شب بیداری منعقد ہوا۔ اجتماع کا باقاعدہ آغاز رفیق محترم قاری عزیز الرحمٰن کی تلاوتِ کلامِ پاک سے ہوا۔ اس کے بعد ملتزم رفیق و معتمد مقامی تنظیم نوشہرہ محترم جانثار اختر نے درسِ حدیث دیا۔

اس کے بعد امیر حلقہ نے افتتاحی کلمات کہے اور شرکاء کا شکریہ ادا کیا۔

پروگرام کے پہلے مدرس محترم مولانا عبدالرحمٰن نقیبِ اسرہ ناصر پور تھے۔ ان کا موضوع اخلاقِ رسول ﷺ تھا۔ اس کے بعد نمازِ مغرب کا وقفہ ہوا۔ بعد نمازِ عشاء محترم وارث خان نے مختصر درسِ حدیث دیا۔ نمازِ مغرب کے بعد مقامی تنظیم نوشہرہ کے ناظمِ رابطہ محترم مولانا فیاض علی شاہ نے توبہ کی عظمت و تاثیر کے موضوع پر سیر حاصل درس دیا۔ جسے رفقاء و احباب نے بہت سراہا۔ اس کے بعد ناظم تربیت حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی محترم فضلِ باسط نے انقلابِ نبوی کا اساسی منہج (افراد کی تیاری کا نبوی طریقہ کار) پر درس دیا جو کہ تمام رفقاء کے لیے تزکیہ کا ذریعہ بنا۔ انہوں نے ملٹی میڈیا سے مدد لی۔ نمازِ عشاء کے بعد ناظم دعوت مقامی تنظیم پشاور شہر محترم محمد ابراہیم فتح نے حصولِ ہدایت و ایمان بالآخرہ پر بہت جامع اور سیر حاصل درس دیا۔ اس کے بعد امیر تنظیم اسلامی مردان محترم ڈاکٹر حافظ محمد مقصود نے تزکیہ نفس پر ایک جامع اور مفصل درس دیا اور رفقاء کو علامہ اقبالؒ اور مولانا رومیؒ کے اشعار کی روشنی میں سمجھانے کی کوشش کی۔ عشائیہ کے بعد دوبارہ دروس کا سلسلہ جاری ہوا اور مقامی تنظیم نوشہرہ کے ناظم تربیت محترم قاضی فضلِ حکیم نے اطاعت امر بمقابلہ تنازع فی الامر پر ملٹی میڈیا کے ذریعے سیر حاصل درس دیا جس میں رفقاء نے بہت دلچسپی کا اظہار کیا اور بیچ میں سوالات بھی کرتے رہے۔ اس کے بعد ایک تربیتی نشست (اسرہ و دیگر تربیتی اجتماعات اور وصولی و ادائیگی انفاق) پر ناظم تربیت حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی محترم فضلِ باسط نے وہائٹ بورڈ کی مدد سے وضاحت کی اور نظام العمل میں درج مختلف ذمہ داریوں اور کارکردگیوں کو مزید بہتر انداز میں عملی جامہ پہنانے کے لیے آسان وسہل طریقہ بھی بیان کیا۔ آخر میں سوال و جواب کی نشست بھی ہوئی۔ دروس کا یہ سلسلہ رات 12 بج کر 5 منٹ تک جاری رہا۔ کچھ آرام کے بعد الحمدللہ تمام رفقاء نے تہجد کا اہتمام کیا اور ذکر و اذکار میں مشغول رہے۔ نمازِ فجر کے بعد ڈاکٹر حافظ محمد مقصود نے درسِ قرآن دیا۔ جس کا موضوع شہادت علی الناس تھا۔ تقریباً 8:30 بجے یہ اجتماع اختتام پذیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دینِ متین پر استقامت نصیب فرمائے۔ (رپورٹ: سعید اللہ شاہ)

فیروز والا، شاہدرہ تنظیم کے زیر اہتمام جلسہ عام

25 دسمبر 2017ء کو شاہدرہ تنظیم کے زیر اہتمام ’’ختم نبوت اور تکمیل رسالت کی اہمیت اور تقاضے‘‘ کے موضوع پر ایک پروگرام امام بخاری رحمہ اللہ مسجد فیروز والا میں بعد از نمازِ مغرب منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز حافظ عثمان نیئر کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ مسجد کے خطیب مولانا محمد طارق نے استقبالیہ کلمات کہے۔ امیر محترم جناب حافظ عاکف سعید نے خصوصی طور پر پروگرام میں شرکت کی اور حاضرین جلسہ سے خطاب کیا۔ انہوں نے کہا ’’آپ ﷺ صرف نبی اور رسول ہی نہیں ہیں بلکہ آپ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ آپؐ کے ذریعے اللہ نے دین اسلام کو مکمل کر دیا۔ عقیدۂ ختم نبوت کو قرآنی تصورات اور احادیث نبویہ میں بھی اہم ترین حیثیت حاصل ہے۔ ماضی میں بھی آپ ﷺ کی شان نبوت و رسالت میں رخنے ڈالنے اور سازشیں کرنے کے مذموم کام کیے گئے۔ عہد خلافت راشدہ میں منکرین ختم نبوت کے خلاف باقاعدہ جہاد کیا گیا اور اس مقدس مشن کے لیے ہزاروں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ نے ہمیں کامل نبیؐ کامل ہدایت اور کامل دین عطا کیا تا کہ اسے تمام مذاہب و ادیان پر غلبہ و سربلندی عطا کی جائے۔

آج دنیا کو ایک عالمی نظام کی ضرورت ہے۔ یہ نظام صرف اور صرف دین اسلام ہی ہو سکتا ہے۔ پوری دنیا میں رائج الوقت مختلف نظام ہائے حیات لوٹ کھسوٹ اور ظلم و بربریت کا عملی نمونہ بنے ہوئے ہیں۔ اس انسان دشمن ظالمانہ نظام کا بہترین متبادل اسلام کا نظام عدل ہے جسے نافذ العمل کرنا اور بروئے کار لانا اُمت مسلمہ کی اجتماعی ذمہ داری ہے۔ حضور ﷺ اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اُمت کو اسلام کا ماڈل دے کر گئے مگر آج ہماری بدقسمتی ہے کہ مسلمانوں کا ایک بھی ملک ایسا نہیں جہاں اللہ کا دین نافذ و غالب ہو۔ دنیا آج بھی اسلام کے سنہری دور کی مثالیں دیتی ہے اور ان عادلانہ قوانین پر عمل پیرا ہے۔ مگر ہم خود اس سے محروم ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ اسلامی ریاست اپنے تمام شہریوں کی بنیادی ضروریات کی کفالت کی ذمہ دار ہوتی ہے اور غیر مسلم اقلیت کو خلافت راشدہ کے دور میں ایسے حقوق حاصل تھے کہ اسلام کی برکات کا عملی مشاہدہ کر کے لاکھوں لوگ اسلام کے دامن سے وابستہ ہو گئے۔ مگر مسلمانوں نے اسلام کے عادلانہ نظام کو چھوڑ دیا اور دنیا میں ذلت کی زندگی گزار رہے ہیں۔ اسلام کے نام پر بننے والے ملک میں بھی 71 سال گزرنے کے باوجود اسلامی نظام روبہ عمل نہیں آسکا۔ آج بھی اسلامی ممالک میں غیروں کا نظام نافذ ہے۔ ہم میں سے ہر مسلمان کو اللہ کی سربلندی اور دین حق کے غلبہ کے لیے جدوجہد کرنا ہوگی۔ امیر محترم کے دعائیہ کلمات سے اس پروگرام کا

اختتام ہوا۔اس پروگرام کی کامیابی کے لیے امیر حلقہ جناب قرۃ العین خان اور مقامی امیر تنظیم جناب ڈاکٹر سید اقبال حسین شاہ نے کافی کوشش کی۔اللہ تعالیٰ شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔آمین بریلوی مکتب فکر کے مشہور خطیب علامہ مولانا محمد صدیق نوری نے خصوصی طور پر اس پروگرام میں شرکت کی۔خواتین نے بھی اس پروگرام میں شرکت کی۔شرکاء کی حاضری تقریباً 200 تھی۔

ناظم حلقہ ملاکنڈ کا دورہ باجوڑ غربی

27 جنوری کو ناظم حلقہ ملاکنڈ کا دورہ باجوڑ غربی طے ہوا۔اس دورے کو زیادہ سے زیادہ مفید بنانے کے لیے راقم نے کئی پروگرام ترتیب دیئے۔پہلے پروگرام کے لیے جماعت اسلامی باجوڑ کے امیر محترم قاری عبدالمجید سے وقت لیا گیا۔صبح دس بجے ناظم حلقہ،فیض الرحمان اور باجوڑ شرقی وغربی کے اُمراء محمد نعیم و یوسف جان سمیت مرکز اسلامی پہنچے۔

محترم فیض الرحمان نے اپنے مختصر بیان میں واضح کیا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اس طرح اختیار کرنا چاہیے جس طرح اللہ تعالیٰ کا حق ہے،لیکن افسوس کہ ہم اللہ کے تقویٰ کا حق ادا نہیں کرتے۔اور خواہشات نفس کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔انہوں نے کہا کہ پوری دنیا میں لوگ سیکولر جمہوریت کے آگے سربسجود ہیں۔لہٰذا وقت کا تقاضا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے نظام کو تسلیم کیا جائے۔

پوری دنیا میں اسلامی نظام کہیں بھی نہیں ہے،معیشت میں سود،معاشرت میں فحاشی اور سیاست میں سیکولر جمہوریت ہے یعنی ایک طرح سے ہم اللہ تعالیٰ کے باغی ہیں۔ہمیں چاہیے کہ جماعت سازی پر زور دیں۔اپنا پیغام لوگوں کو پہنچائیں اور پُرامن منظم انداز میں عوامی تحریک کے ذریعے نظام کو تبدیل کریں۔آخر میں ''رسول انقلاب کا طریق انقلاب'' اور امیر محترم کا ملی یکجہتی والا بیان تقسیم کیا گیا۔

تمام اراکین نے بیان دلجمعی سے سنا اور مقامی امیر جماعت اسلامی نے ''مرکز اسلامی'' آنے کو کہا کہ یہ آپ کا اپنا مرکز ہے۔اللہ اُن کے اس خلوص کو قبول فرمائے۔دوسرا پروگرام زگی نامے گاؤں میں ایک پرانے رفیق تنظیم کے گھر منعقد ہوا۔محمد نعیم نے ''دین کے جامع تصور'' کو بہت جامع اور دلکش انداز میں سامعین کے سامنے پیش کیا اور کئی سوالات کے انتہائی تسلی بخش جوابات دیئے۔

''فرائض دینی کے جامع تصور'' پر فیض الرحمان نے واضح کر دیا کہ دین پر خود عمل کرنا پہلا دینی فریضہ ہے،دین کو دوسروں تک پہنچانا اور پھر اس دین کو بالفعل نافذ کرنا فرائض دینی کا عروج ہے جو کہ ایک منظم جماعت کے بغیر ناممکن ہے۔وقت کی تنگی کے باعث ''طریقہ کار'' کا پیریڈ راقم کی ذمہ داری پر آئندہ کسی وقت کے لیے چھوڑ دیا گیا۔25 افراد اس پروگرام میں شریک ہوئے،تنظیمی لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔

امیر حلقہ نے رفیق تنظیم کے حجرے پر ہفتہ وار درس قرآن کے لیے اُن کو ترغیب و تشویق دلائی،وہ بخوشی راضی ہو گیا اور درس کی ذمہ داری راقم کو سونپی گئی۔اللہ اس کو عملی جامہ پہنائے۔وہاں سے باجوڑ غربی کے امیر یوسف جان کے گھر پہنچے جو کہ نہ صرف اس دورے میں معاون تھے بلکہ سارے پروگرامات اُن ہی کی گاڑی کے ذریعے ممکن ہوتے ہیں،کیونکہ یہاں علاقے نہ صرف دور ہوتے ہیں بلکہ سڑکیں بھی بہت خراب ہیں۔نمازِ عشاء اور عشائیہ کے بعد امیر حلقہ نے کچھ احباب اور رفقاء سے گفتگو کی۔اگلے روز صبح نو بجے باجوڑ غربی کے رفقاء کے ساتھ امت ماڈل سکول میں نشست ہوئی۔فیض الرحمان نے سورۃ حدید کی آیات کے حوالے سے درس دیا اور رفقاء میں جوش و جذبہ کو از سر نو تازہ کر دیا۔امیر حلقہ کی اختتامی دُعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔اللہ تعالیٰ ہماری اس کاوش کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔(آمین)

(رپورٹ:ابوکلیم نبی محسن)

The US Plan to Partition Syria

Views from Abroad

During a Jan. 17 Stanford University speech, Secretary of State Rex Tillerson announced that the U.S. military will arm, train, finance, and otherwise support—for an indefinite time—a new, 30,000-strong, Kurdish and U.S.-allied Arab nation border force in northeastern Syria. This force in formation, effectively aimed at the partition of Syria, will be backed by at least 5000 U.S. troops installed in the three new and permanent U.S. military bases in Syria. Thousands more troops are stationed on U.S. aircraft carriers and other war ships off Syria's Mediterranean coast, while thousands more operate from the major U.S. Air force base in Qatar. Tillerson's partition speech was a first for a top Trump or Obama administration official. But this former Exxon-Mobile chief essentially stated what U.S. policy has been since 2011 when the Syrian government's attack on largely peaceful protesters demanding democratic rights and aid for drought-stricken farmers inadvertently provided the U.S. with a pretext for the now seven-year U.S.-orchestrated regime-change imperialist war that has cost the lives of some 500,000 Syrians and displaced nearly half the population. In 2011 the compliant Turkish government of President Recep Tayyip Erdogan, a U.S. NATO ally, opened its military bases to the U.S. to facilitate the entry into Syria of some 70,000 ISIS and associated fundamentalist terrorists from some 70 countries seeking the overthrow of the Assad government and the establishment of an Islamic caliphate. The New York Times noted this in mid-January 2018, stating, "In 2011 Mr. Erdogan then financed Syrian rebel groups and later allowed foreign recruits to the Islamic State and other jihadist militant groups to stream through Turkey into Syria." Assad, as with Libya's president, Col. Muammar Gaddafi, months earlier, was widely expected to flee for his life, leaving the oil-rich Middle East region open as never before to U.S. domination and exploitation.

Today, with ISIS largely defeated at the hands of the Syrian government army, which lost 50,000 soldiers in this effort, a quarter of its fighting force, aided by its invited allies—Russia, Iran, and Hezbollah—the U.S. pretext has all but evaporated. Contrary to the arrogant imperialist braggart, Tillerson, the impending defeat of ISIS forces was qualitatively more a product of the resistance of the Syrian government and its invited allies than it was to the uninvited U.S. invaders and their selective bombing campaigns. Indeed, as long as ISIS forces proceeded south with the aim of capturing the Syrian capital of Damascus, they were allowed to proceed virtually unhindered by U.S.-allied forces. Likewise, until November 2015, according to the Nov. 16, 2015, New York Times, "The United States refrained from striking the [ISIS] fleet used to transport oil, believed to include more than 1,000 tanker trucks, because of concerns about causing civilian casualties. As a result, the Islamic State's distribution system for exporting oil had remained largely intact." Intact for sure, as ISIS until a few years ago pumped oil from the self-same oil fields that the U.S. today seeks to partition under U.S. control in Syria. Tillerson pulled no punches in stating that neither Iran nor President Bashar al-Assad would be allowed to take over areas that have been "newly-liberated" by U.S. bombing.

Covering Tillerson's Stanford speech, The New York Times reported on Jan. 17, "Staying in Syria, Mr. Tillerson said, will help ensure that the Trump administration does not repeat what he described as the mistakes of former President Barack

Obama, who withdrew troops from Iraq before the extremist threat was doused and failed to stabilize Libya after NATO airstrikes that led to the overthrow of Col. Muammar el-Qaddafi." In point of fact, the U.S. created "the extremist" threat in Iraq, ISIS, with the objective of overthrowing the government of that country. Similarly, the saturation bombing of Libya that destroyed that nation's infrastructure also facilitated U.S.-backed mercenaries from Qatar who subsequently invaded and took control of that nation's capital, Tripoli. Secretary of State John Kerry then proceeded to establish a new Libyan government that soon afterward descended into chaos and corruption, and today is marked by the open institutionalization of Black slavery.

Tillerson's announcement struck a raw nerve in Turkey, whose air force almost immediately struck at U.S.-backed Kurdish forces in northwestern Syria with the aim of preventing the formation of a contiguous region along Syria's 500-mile east-west border with Turkey. For a few days following Tillerson's partition announcement, a direct military confrontation between these two NATO allies seemed to be on the agenda, especially in the northeastern city of Manbij, where United States troops have been training and equipping Kurdish forces. In the same vein, the main brunt of an ongoing Turkish attack has targeted the Syrian northwestem border town of Afrin, which is controlled by the Syrian Democratic Forces. Describing the SDF, The New York Times Bureau Chief Anne Bamard wrote on Jan. 24, "The United States military's official partner in Syria is a militia known as the Syrian Democratic Forces, which includes Arab and Assyrian fighters but is dominated by the Y.P.G. [People's Protection Units]. The Americans de-emphasize such details." The YPG maintains close ties to the imprisoned Kurdish Workers Party (PKK) leader, Abdullah Ocalan, viewed by Turkey as the devil incamate because of his longstanding struggle for an independent Kurdish state. The U.S. and Turkey have long designated the PKK as a terrorist organization. The Times added, "The United States effectively gave a green light to the current Turkish offensive against Afrin, urging restraint but emphasizing that it does not work with the YPG there." Further complicating this equation is the fact that the remnants of the previously and still U.S.-backed Free Syrian Army, a loose coalition of so-called moderate anti-Assad rebels, most of whom long ago deserted to ISIS or al-Qaida, are now fighting in alliance with the Turkish Army against the U.S.-organized Kurdish-led forces!

Nawaf Khalil, a former official in the Syrian Kurdish local govemment, characterized Tillerson's speech as "a clear American vision on the situation in Syria. ... It finally seems like the White House and the Pentagon are on the same page in Syria."

Needless to say, any conception of a future Kurdish state will never take form under the auspices of imperialist troops. The right of self-determination for the long oppressed and geographically dispersed Kurdish people can only be contemplated with the complete withdrawal of all U.S. imperialist troops. Kurdish illusions in the aims of U.S. imperialism notwithstanding, a Jan. 22, 2018, statement by James F. Jeffrey, a former U.S. ambassador to Turkey and Iraq made the U.S. position unmistakable. "We told the Turks that the Kurds were temporary, tactical, and transactional to defeat ISIS. Now we need them to contain Iran. The whole purpose of this is to split the Russians from the Syrians by saying we're going to stay on to force a political solution in Syria." With the support of Syrian government allies—Russia, Iran and the Lebanon-based Hezbollah—U.S.-backed forces, ISIS included, have today lost control of most of the estimated two-thirds of Syria that they previously occupied. The near-imminent and U.S.-projected fall of the Assad government has not come to pass. In a real sense this turn of

events represents a significant defeat for U.S. imperialism, its NATO allies and associated "coalition."

Today, the Trump/Tillerson threats to establish a long-term military presence in Syria are nevertheless aimed at extracting as many concessions regarding Syria's future as the present relationship of forces allow. The overt conquest of Syria is today on U.S. imperialism's back burner. In its stead will be the ongoing United Nations-backed "negotiations" in Geneva on the one hand and the Russian-sponsored negotiations in the Russian resort town of Sochi on the other. Here, the U.S. hopes to achieve, at least in part, what it could not achieve on Syria's battlefields. This includes perhaps an agreement for a future Syrian election process wherein President Assad will agree to eventually step down and perhaps to an associated agreement for greater Kurdish autonomy in parts of northern Syria, an eventuality that the Assad government has at least nominally embraced. Undoubtedly, control over Syria's oil fields and future pipeline routes will be high on imperialism's agenda as well as inclusion of pro-U.S. forces in a future reconstituted Syrian government. Syria's historic right to self-determination, mistakenly thought to be extinguished by significant portions of the "left," has today been restored, at least in part. The overt conquest of Syria by U.S. imperialism and its allies in all their varied manifestations has been thwarted, but a U.S.-backed occupation will undoubtedly be used to extract future concessions.

The central responsibility of the U.S. and worldwide antiwar movement today is to mobilize in the streets to demand U.S Out Now! Under these conditions—that is, without a U.S. imperialist/colonial presence—will the Syria people best be situated to effectively deal with their own capitalist rulers.

Source: ***Counterpunch***

VOL : 27 | Regd. C.P.L NO. 114 | No.08

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore

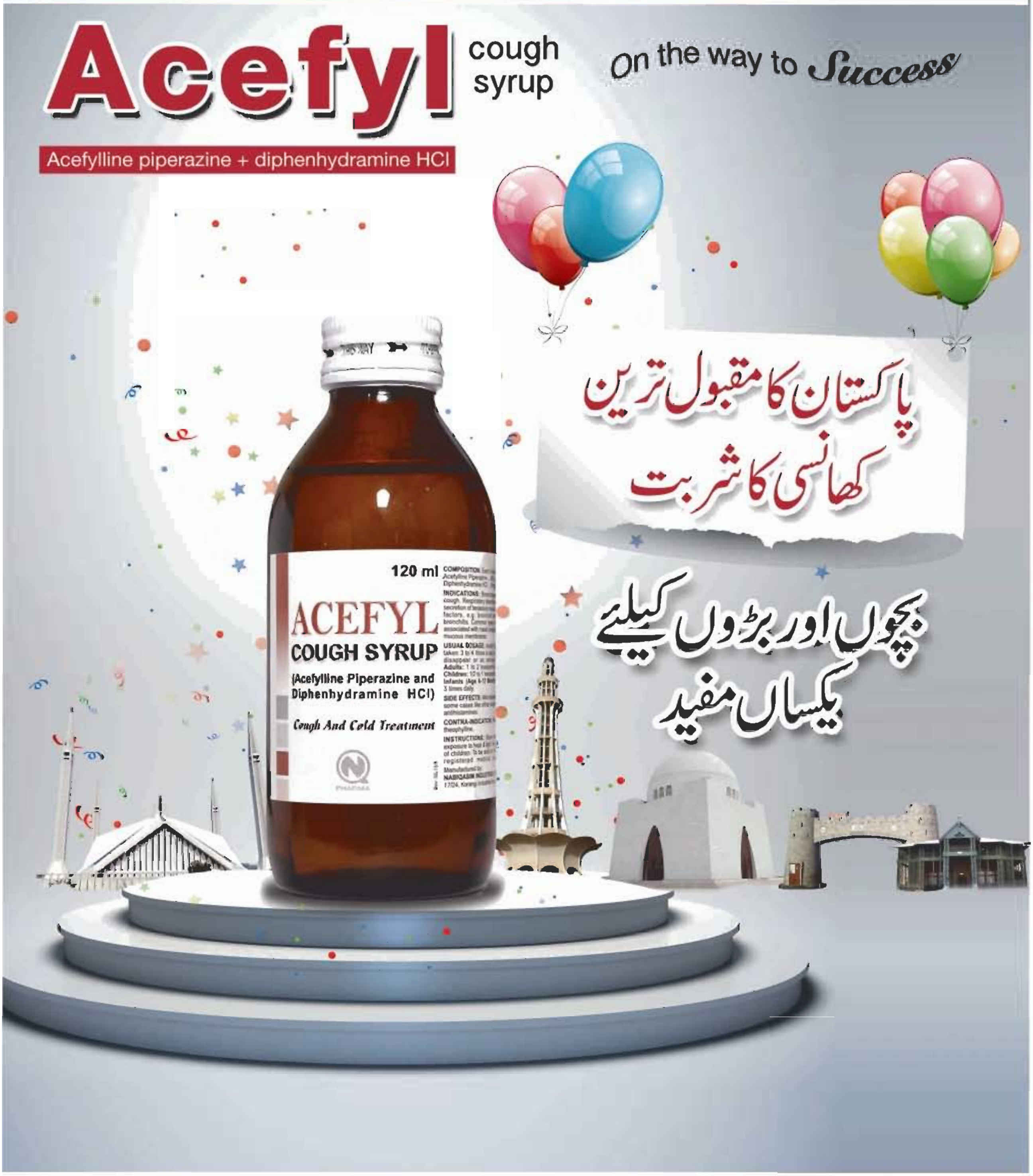

PHARMA

NABIQASIM INDUSTRIES (PVT) LTD
5th Floor, Commerce Centre, Hasrat Mohani Road, Karachi-Pakistan
Email: info@nabiqasim.com website: www.nabiqasim.com UAN 111-742-762

Your Health Our Devotion